

# سوانح عمری

CHECKED

نواب کبرجنگ اکبر الدولہ اکبر الملک بہادر مرحوم سی ایس ای سابق کوٹوال جہان آباد  
جسمین کوٹوال صاحب مرحوم کے حالات زندگی ابتداء سے انتہا تک  
درست کئے گئے ہیں اور ان کے قابل قدر کارناموں کو مکمل تفصیل و توضیح کے ساتھ  
بڑی جست و تلاش کے بعد قلم اُٹایا ہے جس کے ملاحظہ سے ہر شخص ان کے  
محاسن و خوبی خدمات اور پرمکمل معلومات کا استخراج کئے بغیر نہیں کر سکتا



مولف محترم احمد اللہ خان صاحب منصور نواب کبرجنگ بہادر

مصنف عیاشی کا مشر

۱۹۰۷ء عیسوی میں

سب فرمائش جناب نواب قیصر بارجنگ بہادر

محمد ابراہیم خان کی مطبعہ شمس کی گزشتہ چھپی



ولوی محمد احمد اللہ خان منصوٰر حیدر آبادی

# ڈیڑی کیشن

قبائلی

ادامہ

عالیجناب نواب شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر

وزیر کو توالی و تعمیرات دولت آصفہ کو ترقی علوم و فنون سے

ایک خاص دلچسپی ہے۔ اور آپ کا وجود دکن میں نہایت

مختتمات سے سمجھا جاتا ہے۔ سرشتہ کو توالی میں جو جو

نمایان ترقی اور کامیابی ہوئی یہ آپ کی حسن سعی اور اعلیٰ نگرانی کا

باعث ہے۔ لہذا ایلحاظ مناسبت یہ کتاب جناب کے

نام نامی پر معنون کی جاتی ہے۔ ع

گر قریب ال وقت ذر ہے غرض شرف

خاکسار محمد احمد اللہ خان منصور

حیدرآباد۔ دکن







معزز ناظرین مجھے خیال تھا کہ ہمارا ملک اور ہم اپنے اولوالعزم سربراہ و وطن پرستوں کی نہ صرف قدر و منزلت کرنیوالے ہیں۔ بلکہ انکی زندگی کے بیش بہا کارناموں کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے موجودہ حالت اس خیال کے بالکل برعکس ہے اگر ہندوستان کے بعض قابل ترین دانشمندوں کے کارناموں کا یورپ کے لائق افراد کے ساتھ مقابلہ کیا جائے اور خاص کر کوئی ایسا شخص یورپ کے کسی فرد فرید کا برعکس بنایا جائے جو اپنی غیر معمولی خداداد قابلیتوں کی بدولت یورپ بھر میں اپنی شہرت حاصل کر چکا ہو تو کیا ہر ایسے امتحان مقابلہ میں ہم ناکامیاب ہونگے؟ ہرگز نہیں۔ ہمارے بد نصیبی سے اپنا وطن ہمارے ملک کے کسی مشہور اور ممتاز شخص کے واقعات زندگی اکٹھا کئے جانے کی کوشش اور تحریک کو تحصیل لاماصل سمجھتے ہیں۔ براہِ خوداتی کہ دور تو ان اور کارناموں کا کہ انہوں نے اس وقت تک ملک کے مایہ ناز افراد کے محاسن اور کارناموں پر اغماض کا پردہ ڈال رکھا ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ ان پر ایسے شخص کی سوانح عمری لکھنے میں پیش قدمی

یکجاتی ہے جس نے ادنیٰ ترین قومی اور ملکی خدمات کو انجام دیا ہو۔ یورپ والے اپنے مصلح اور لائق افراد کی زندگی ہی میں عزت و وقعت نہیں کرتے بلکہ مرنے کے بعد ان کی شہادت و شان کو قائم رکھتے ہیں اور ان کی نمایاں خدمات اور خاسن کواستحسان و سپاس کراہی کے ساتھ یاد رکھنا۔ ایک اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ نواب اکبر الملک بہادر مرحوم سابق کو توال حیدر آباد دکن کے واقعات زندگی اور ان کے کارنامے ملک دراہل ملک کے لئے باعث افتخار ہی نہیں بلکہ دنیوی نشیب و فراز اور عروج و پستی کے ظاہر کرنے والے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس خیال میں رہا کر غالباً اس جلیل القدر منظم شخص کے واقعات زندگی کسی تہذیب و فہم سے پہلے تک پہنچ جائینگے لیکن زمانہ کی نا قدری اور کس پر کس نے میرے اس خیال کو دہم و گمان ہی تک محدود کر دیا۔ آخر میرے ناصبور دل نے نہ مانا اور میں نے اپنی لڑائی پھوٹی زبان میں مرحوم کے واقعات زندگی قلمبند کر دیے۔

خاتمہ پر میں اپنے اُن سچے مہربان دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان واقعات کے بہم پہنچانے میں میری مدد فرمائی فقط

ماہ۔ اگست ۱۹۰۷ء

خاکسار

محمد احمد اسد خان منصور حیدر آبادی

## انٹرویو دکشن

علم رجال ایک ایسا علم ہے جس سے سلف صالحین و طالحین کے حالات زندگی ہمارے سامنے اس وقت آئینہ کی طرح پیش نظر ہن جنکو پڑھ کر ہم اپنی رفتار میں بہت کچھ ترقی کر سکتے ہیں سب سے پہلے اس علم کی طرف عربوں نے اپنی توجہ مبذول فرمائی اور ہزار ہا صحابی اور تابعین کے حالات لکھ ڈالے فی زمانہ ابی اکثر اصحاب کی بار کے سوانح شایع ہوئے جنکو پبلک نے قدر کی نگاہوں دیکھا اور اس سے مفید سبق حاصل کئے چنانچہ آجکل ہمارے کرم فرما مولوی محمد احمد اللہ خان صاحب منصور نے جو ایک معزز خاندان کی یادگار ہیں یعنی نواب منصور جنگ بہادر مرحوم و نواب ممتاز الملک بہادر مرحوم کے پوتے اور نواسے ہیں اور ہر بائیس نواب انتظام الملک بہادر مرحوم جی سی ایس آئی رئیس کرناٹک آپ کے خالوتھے نواب اکبر الملک بہادر مرحوم کو تو ال بلدہ حیدر آباد دکن کے حالات زندگی اور انکے کارناموں کو بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کر کے طبع کرایا ہے یہ ایسے شخص کے حالات ہیں جو اپنی نظامی قابلیت کے باعث ترقی اور ثروت کے ٹیلے پر پہنچا اور اس طے مسافت میں بڑا حصہ انکی ذاتی محنت اور شقت کا نتیجہ ہے کو تو ال کی خدمت میں جن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ادیکے دل سے پوچھنا چاہیے۔ جس نے اس خدمت کو ادا کیا ہو بہر حال خانہ صاحب معزز نے بڑی قابلیت سے حالات کو جمع کیا ہے اور انکے ہر زمانہ کی حالت کو خوبی کے ساتھ دکھایا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پبلک اس کتاب کی قدر کر کے مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرمائے گی فقط

سید احمد زبیر ناظم عدالت دیوانی ضلع کریم نگر

## ریویو

نواب اکبر الملک بہادر کی سوانح عمری مصنف مولوی محمد احمد اسد خان صاحب منصور دکن کے لٹریچر میں ایک بیش قیمتی اضافہ ہے۔ نوجوان اور لائق مصنف نے ایک ایسے مضمون کی طرف توجہ کی ہے جو ملک کی ترقی کے لئے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ اس سوانح عمری کے پڑھنے سے نوجوانان دکن کو یہ سبق ہمیشہ تازہ ہوتا رہے گا کہ محنت۔ ایمانداری اور آقا کی وفاداری سے انسان کتنی ترقی کر سکتا ہے اور جو شخص اپنے فرائض کو فراموش کرنا چاہتا ہے وہ نہ صرف اپنی بلکہ کل قوم اور ملک کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ یہ تو اُمید نہیں کی جاسکتی کہ نواب اکبر الملک بہادر کے چند پولیٹیکل کاموں کے متعلق اختلاف رائے نہ ہوگا اور ملک کے سب فرقے اور نسل کے متعلق اسی طرح تعریف کرنی چاہیے کہ لائق مصنف نے کی ہے۔ لیکن میں بلا خوف اختلاف رائے یہ کہہ سکتا ہوں کہ لائق مصنف کے عام نتائج سے کل ملک کو اتفاق ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کی ترتیب میں بہت محنت کی گئی ہے لیکن باوجود اسکے بھی کتاب ایسی مکمل نہیں ہو سکی جیسی کہ ہونی چاہیے تھی۔ تب بھی نہایت شکر کا مقام ہے کہ لائق مصنف نے شاہیرو دکن کی سوانح عمری مرتب کرنے کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ میں لائق مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اوہوں نے اس مضمون کے طرف توجہ کر کے ملک کے سامنے ایک ایسی کتاب

پیش کی ہے جو بحیثیت مجموعی نہایت قدر کے قابل ہے۔ مجھے امید ہے کہ تعلیم یافتہ اصحاب اس کو خرید کر لائق مصنف کی حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ وہ ایسے مفید مضامین پر تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھیں۔ فقط

راہے چبنا تھیم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔

انڈر سکرٹری آف لیبلیٹو کونسل وکچر اراکلاس

سرکار عالی

۲۸۔ فروری ۱۹۳۱ء



## ریویو

مجھے اس بات کی خوشی نہیں ہے کہ صفیر سے معزز دست مولوی  
 محمد احمد اللہ خان صاحب منصور نے نواب اکبر الملک بہادر کی سوانح  
 عمری لکھ کر اپنے فرض کو ادا فرمایا ہے بلکہ مجھ کو اُس وقت زیادہ سرت حاصل  
 ہوئی جب کہ حیدر آباد وکن کے اکثر حضرات جن کا دماغ زیور علم سے  
 آراستہ و پیراستہ ہے اس طرح تصنیف و تالیف میں حصہ لیکر اپنے  
 ہم وطن بہائیوں کو علمی فائدہ پہنچاتے یا فائدہ پہنچانے کی فکر کرتے  
 افسوس ہے کہ ہم میں اب قحط الرجال کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اگر اس دنیا  
 سے کوئی صاحب کمال اٹھ جاتا ہے تو پھر اُسکی مثال اس دنیا میں نہیں  
 لے سکتی۔ حیات جاوید میں ایک جگہ مولانا حالی فرماتے ہیں ”تعب  
 کی بات ہے کہ ایسے قابلِ فخر بانیو گرنی جس کا لکھنا مسلمانوں کا نہایت ضروری  
 فرض تھا اُسکے لکھنے کا حینال سب سے پہلے ایک شریف انگلشیں کو  
 آیا کارنل گریم نے سید کی لائف اُن کی وفات سے تیرہ برس پہلے  
 انگریزی میں لکھ کر شائع کر دی اور اس ضروری کام میں سبقت کرنے کا فخر مسلمانوں  
 کے ہاتھ سے جاتا رہا“

ہمارے لیے یہ نہایت شرم اور عبت کا مقام ہے! اہل یورپ بھی  
 ہمارے جیسے انسان ہیں خدا نے ہم سب کو اشرف المخلوقات ہونے کا  
 خسر بخشا ہے وہ لوگ لپٹ بہت نہیں اور ہم لپٹ بہت ہیں  
 وہ اس وقت چستی و چالاکی کے باعث معراج کمال پر پہنچے ہوئے  
 ہیں اور ہم سستی و کاہلی کے باعث غفلت کے تنگ و تنار گر ٹہرے ہیں  
 اگر کر نکلتا فلاسن میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھئے خدا ابھی اُسی قوم  
 کا ساتھ دیتا ہے جو ثابت قدمی اور راستبازی کو مقدم سمجھتی ہے یہ کہو  
 چاہیے کہ ہم اپنے لائق بزرگان قوم کی قدر کریں اگر وہ لوگ مٹ گئے  
 ہیں تو اون کے نقش قدم پر چلیں اور اُنکے بیش بہا کارناموں کو پڑھ کر  
 سبق حاصل کریں۔ مولوی محمد احمد الدخان صاحب منصور نے یہ  
 سوانح عمری ایسے نازک وقت میں لکھی ہے جبکہ نواب اکبر خٹک بہادر کا  
 انتقال ہو چکا تھا اُن کے عزیزوں کا یہی خیال تھا کہ دو اُن کا نام خود اُن کی  
 سوانح عمری ہے، ایک علاوہ حیدر آباد دکن میں نواب اکبر خٹک بہادر  
 کے مخالفین کی تعدد کو کسی طرح کم نہ تھی نواب اکبر خٹک بہادر جیسے  
 جوہر رکھتا کے حالات زندگی اور اُن کے کارنامے بالکل پوشیدہ ہو چلے  
 تھے لیکن مولوی احمد الدخان صاحب نے اپنے ہم وطن آفتاب گرن  
 ستارہ ہند کی سوانح عمری کو نہایت قابلیت اور استبازی کے ساتھ  
 لکھ کر اپنے فرض کو ادا فرمایا ہے۔ لیاقت اور شرافت کا یہی شیعہ  
 ہے کہ کیسے ہی زبردست معرگے میں انسان بیچ کو بیچ کہنے سے کبھی باز

نہ رہے خان صاحب موصوف نے نواب اکبر جنگ بہادر کی سوانح عمری  
 لکھ کر اپنے ہم وطن بھائیوں کے لیے ایسا راستہ قائم فرمایا ہے کہ اگر  
 چیت درو زمین ہمارے لائق فائق نوجوانان دکن اس طرف اپنی تھوری  
 سی توجہ مبذول نہ رکھیں تو یہاں کا شہر شخص ایک قابل قدر  
 مصنف ہو سکتا ہے فقط

خاکسار  
 سید عبدالکیر عم بی اے۔





## ریویو

آج ہم اپنے اسلاف کے کارناموں کو بڑھ کر کیوں حیرت زدہ ہو جاتے ہیں! کیا وہ لوگ ہمارے جیسے انسان نہیں تھے؟ جب طرح خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے اُن کے دماغوں میں عقل کا چراغ روشن فرمایا تھا اُسی طرح ہم لوگوں کو بھی اُس نعمت عظمیٰ سے محروم نہیں کیا گیا۔

مگر افسوس ہے کہ ہماری غفلت اور تنگ خیالی نے اُس عطا شدہ قدرتی نعمت کی قدر نہ کی جسکی وجہ سے اس وقت ہماری قوم پوری مذلت و نکت بین مبتلا ہے جسکو اپنے بزرگوں کے حالات سے مطلق خبر نہیں نہ واقفیت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور ماشاء اللہ ہمارے خطہ دکن کے نوجوان جنٹلمین جنکی زندگی کا دار و مدار محض اپنی ارائش و زیبائش ہے اور جنکے زیر مطالعہ صرف چند ہزلیات و غزلیات کے مہل مضامین مخزن اخلاق ناولوں یا بوستان خیال و طلسم شہر کے بیہودہ قصوں کے کچھ نہیں ہے یا دوسرے علوم و فنون کی جانب توجہ کرتا نہیں چاہتے ایسے بتدل خیال اور ضروریات زمانہ سے نادان اقیقین کے سمجھانے اور علم و عقل سکمانے کے لئے ہماری قومی بہادروں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ بجائے لمبے چوڑے خطبے دینے کے اب اپنی عملی حالات کا نمونہ قیام کریں یا کم از کم اپنے بزرگوں کے سوانح زندگی کو ملک میں پھیلائیں۔

میرے مخدوم و مکرم جناب مولوی محمد احمد احمد خان صاحب متصوّر نے

جو ایک نوجوان جیٹلمین ہیں اور جسکے خیالات میں نئی روشنی کی جھلک دکھائی  
 دیتی ہے اور جو قومی ضرورتوں اور قومی بد اخلاقیوں اور قوم کے مذاق کو اچھی طرح  
 محسوس فرما چکے ہیں۔ آپ نے اس ہمارے ملک حیدر آباد میں یہ نہایت  
 عجیب کام کیا ہے۔ یعنی قوم کے نوجوانوں کو بد اطواری افسانہ خوانی میں مبتلا پا کر  
 ورد دل کے ساتھ عیاشی کا حشر نہایت نتیجہ خیز ناول شائع فرمایا جس میں نہ  
 سینری مضامین ہیں نہ انشاء پر ازری کی بلند پروازیان سچی باتوں کو صاف  
 و صریح بیان کر کے اپنی قادر الکلامی اور زبان دانی کا ثبوت دیا ہے جسکے بعد یہ دوسرا  
 شوق ذہن شریف میں سما یا اور اپنی نازک خیالی کی عنان عزیمت کو سر پر آور دہ  
 اشخاص کے کارناموں کی جانب معطوف فرمایا ہے تو سبحان اللہ فصاحت کے  
 دریا بہاے ہیں اور آرد و ادانی کے در افشانی فرمائی ہے۔ المختصر یہ کہ حیدر آباد  
 وکن کے مشہور۔ مدیر۔ منتظم نواب اکبر الملک بہادر کو تو ال بلدہ کے حالات زندگی  
 اور اس کے ضروری انتظام و کارگزاریوں کو مختصر ابواب پر مرتب کر کے چھپوایا ہے  
 غرض جہاں کہیں سے اکبر الملک بہادر کی کارگزاریوں کے مشہور بارغ ہیں کوئی  
 خوش نما ہول نظر آیا تو فوراً ہی گچینی کر کے بڑی جائگاہی سے اس کا گلہ ستہ  
 تیار کیا۔ اور اب قدر زمان قوم کے رہبر و پیش کیا ہے تاکہ ہونہار نوجوانان ملک  
 ان خوش نما ہولوں سے جو اپنی خوش انتظامی خوش سلیقگی اور مدبری کی پچسی سے  
 ہلک اٹھے ہیں اپنے دماغ کو معطر کریں اور اسطرح بلند پروازیوں نام و نمود پیدا کرنے کی  
 کوشش میں مشغول ہو جائیں۔ و ما علینا الا البلاغ البین۔

خاکسار محمد علیم الدین قاضی سکر ایگنڈل



و اب اکبر الملک بہادر مہر مہی اس آئی سابق کو تو ال حدیر آباد کن



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## سوانح عمری

نواب اکبر الملک بہادر مرحوم سی۔ ایس۔ آئی

سابق کوٹوال حیدر آباد دکن

## پہلا باب

### تمہید

قومی کامیابی اور قومی اصلاح کیلئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اولوالعزم بزرگان قوم کے کارنامے کثرت کے ساتھ شائع کئے جائیں۔ کیونکہ جنہیں نام آور سربراہ اور وہ ثابت قدم بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے اور کچھ نام و نمود پیدا کرنے کی آرزو ہے یا جو صاحب ان کامیاب افراد کی تقلید میں کوشش تو کئے ہوں مگر مختلف مصیبتوں۔ اقسام مواقع میں گھر جانے کی وجہ سے کم ہمتی کر کے بیٹھ رہے ہوں۔ اسی قسم کے پست ہمتوں یا ترقی کے خواہشمندوں کو اُسیار نے والی اور باوجود اس عالم کے غیر معتاد مصائب اور ہزار ہا یوسیوں۔ ناکامیابیوں میں مبتلا ہونے کے پہر ہی اپنے سماعی جمیلہ کی بدولت ناموری۔ کامیابی۔ الوالعزمی۔ ثابت قدمی کا سبق سکھانے والی بحیرہ رسولؐ عمریوں اور اعلیٰ افراد قوم کے کارناموں کے کوئی دوسری چیز مفید و کارآمد نہیں ہو سکتی ایک اپنی دہن کے کچے راسخ الارادۂ عورت و ناموری یا قومی بہبودی کے خواہشمند کو کس قدر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور کتنی بایوسیوں ناامیدیوں کے بعد کامیابی اور امید کا تابان و درخشان چہرہ نظر آتا ہے اسکے دریافت کرنے اور اس سے نصیحت لینے کے لئے اپنے اسلاف کے کارنامے ہی ایک مرقع عبث و نصیحت ہیں۔

یہ بات کسی کے خیال میں آسکتی تھی کہ ایک ایسا خاندان جسکا بچہ بچہ ڈھونڈ بھٹھونڈ بھٹھ کرے  
 نام و نشان کر دیا گیا ہو اسی خاندان کا ایک معزول ممبر عبدالرحمن اپنی جان پر کھیل کر دیا  
 فرات تک پہاگ نکلے اور ایک قریہ میں اپنی بود و باش اختیار کرے اور ایسی گناہی  
 کی حالت میں بھی دشمنوں کے خوف سے مصنون نہونا گمان عباسی سیاہ نشانوں کو ہوا  
 میں لہراتا ہوا دیکھ کر اور دشمن کی حراست میں پھنسا ہوا پا کر اپنے بچے سمیت دیر بایں کو  
 پڑے اور بالآخر ساحل مقصود پر پہنچ کر ہزاروں پریشانیاں اٹھاتے ہوئے افریقہ تک  
 پہنچ جاتے اور بظاہر تمام امیدوں اور کامیابیوں پر پانی پھر جاتے۔ مگر چند روز بعد ہی  
 تم اس بات کو نہایت تعجب سے دیکھو گے وہی گم نام و نشان عبدالرحمن محض اپنے استقلال  
 و ثابت قدمی کی بدولت ایک عظیم الشان نامور قلعہ اندلس کہلاتا ہے اور پھر ایسے علم و دست  
 سلطنت کا بانی جسکی قدردانی و اشاعت علوم و فنون کی وجہ سے قیامتہ تک یورپ کو اسکی شاگردی  
 کا فخر و ناز رہے گا۔

اسی طرح ظہیر الدین بابر شاہ کے حالات کو تاریخ ہند میں پڑھو گے تو دنیاوی انقلاب کی  
 عجیب و غریب تصویر آپکی نظر و نگہ کے سامنے پھر جائے گی۔ ابھی ابھی تخت کابل پر رونق افروز  
 ہے اور لکھنؤ کا مخلوق اس اولوالعزم شاہ کی حلقہ بگوشی کو اپنا سراپہ افتخار سمجھ رہی ہے اور  
 دفعۃً حال ہو جائے کہ نہ وزراء سلطنت ساتھ ہیں نہ مشیران مملکت باقی ہیں نہ ہمدم و ہمران  
 نہ موئنس و دوساز۔ ہجوم یاس گرد اب مصائب میں مبتلا۔ منزل مقصود سے کوسوں دور  
 بادیر پیمائی کرتے ہوئے وطن سے منزوں ہجوم ہو چکی گرفتاری ہر ہزار کے انعامی اشتہار  
 و نیامین شلیع ہوئے ہوں کیا ایسے وقت میں کسی کو یہ خیال بھی آسکتا تھا کہ میرنچ و من  
 میں مبتلا اپنے اولوالعزمی اور مستقل مزاجی ثابت قدمی کی بدولت محض کابل ہی نہیں

بلکہ اقلیم ہند کا شاہنشاہ اور خاندان مغللیہ کا بانی کہلائے گا۔

یہ تو ان بزرگوں کے واقعات تھے جنکی قسمت میں سلطنت و حکومت لکھی تھی مگر  
قومی بہبود کے خواہشمند۔ قوم کے فدائی۔ قوم کے محسن۔ قوم کے مربی۔ مجدد صدی چہارم  
عالمیناب ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر یل یل ڈی ہی کو دیکھئے اور حیاتِ جاوید کی  
سیرِ نظر عبرت کیجئے تو معلوم ہو جاوے گا کہ کس طرح باوجود ہزار موانع کے ان حاصل شدہ  
ٹیلون اور سد و نکو کا لہرن المنفوش کر کے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے اور شہرت  
عام کے دربار سے بقائے دوام کا تمغہ لگا کر حیاتِ جاوید حاصل کی ہے۔

اس کتاب کے واقعات حبش اور حالات غدر ہی، ان کو ملاحظہ فرمائیے کہ صرف اپنی عزت  
کے خواہان نواب اکبر الملک کو کیا مشکلات پیش آئیں میدان جنگ میں زخمی ہوئے  
چوچر مخالفوں کے نزعہ میں محصور ہو کر سکیاں بہرہے ہیں۔ اور جب کو باوجود زندہ رہنے  
کے بھی جان برہونے کے یقین پر مردوں میں شامل کر دیا گیا ہو۔ کوئی شخص اسی حالت  
میں یہ قیاس کر سکتا تھا کہ کسی زمانہ میں یہ صاحب ہی اسٹار آف انڈیا یا نواب اکبر الملک  
بہادر کے ممتاز خطاب سے مخاطب کئے جائینگے؟

اب ہم اصل مطلب کی جانب ناظرین کتاب کی توجہ معطوف کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی  
انسان اس اقتضاءِ فطرت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہر فرد بشر خود کو ہر وصف ذاتی اور  
اکتسابی میں اچھے سے بھی اچھا خیال کرتا ہے اور وہ فرقہ جو علم و فہم سے ممتاز  
ہے۔ اُس میں بھی وہی اقتضاءِ فطرت ایک حد تک ترمیم پا کر اس طرح  
باقی رہتا ہے کہ ایسا شخص اپنی نسبت انکسارِ آہ خیال کرتا ہے کہ اگر وہ اچھے  
سے اچھا نہیں ہے تو ضرور بُرا ہی نہیں ہے۔

اس کیفیت انسانی کو نواب اکبر الملک بہادر سمجھتے تھے اور خاص اس مادہ میں سکوت کے شیوہ اختیار کر رکھا تھا انکا مقولہ تھا کہ جو ہر اصلی کو ماہر جو ہری ضرور پہچان جاتا ہے اور جو جو ہر شناس نہیں ہے ایسے شخص کی رائے کسی صاحب رائے کے پاس با وقعت متصور نہیں ہو سکتی خلاصہ یہ کہ خود سراے اور شیخت سے نواب اکبر جنگ بہادر کو سونے دور تھے اور اس وقت ہم کو ان کے اسلاف باہم عصرون میں سے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جسکی مدد سے ہم زیادہ حجم کا لباس پہناتے۔ ان اسباب میں ہماری طبیعت بیٹھی جا رہی تھی بنے منصوبے بگڑنے ہی کو تھے۔ لیکن ہم ہی اپنے ذہن میں پکے ہیں اور با سبب موجودہ قناعت کو اپنا اصول قرار دیکر کسی حکیم کے اس قول پر عمل کرتا چاہتے ہیں کہ جہاں وہ چیز نہیں مل سکتی جسکی طرف ہماری رغبت ہے تو اُسی چیز کی طرف رغبت کرنے لگو جو ہمیں مل سکتی ہے۔

## دوسرا باب

### نسب

نواب میر اکبر علی خان بہادر اکبر الملک - سی - ایس - آئی - سنی المذہب - سید النسب بارہہ والے سادات سے تھے آپ کے مورخان اعلیٰ میر حسن علی خان امیر الامرا اور انکے بہائی عم عبداللہ خان تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید حسین مؤید



پشتہ والا تھے۔ یہ حسین مذکور ایک بڑے جاگیردار تھے اور انہوں نے روہیلکھنڈ میں آباد کی  
 رودرام گنگا میں ایک پشتہ تعمیر کرایا تھا جسکی وجہ سے انکا عوت پشتہ والا مشہور ہوا۔ یہ حسین  
 موٹہ ہے پشتہ والا کے پوتے میر احمد علی پشتہ والا مشہور ہو وہ وغیرہ کے جاگیردار سید بہادر علیخان  
 دانشمند کے داماد تھے نور الامیر امیر حیدر آباد نے براہ اتحاد شخص دہوٹنی میر احمد علی کو بے حد  
 حضور نظام علیخان آصف جاہ ثانی حیدر آباد ملا لیا تھا اور سرکار نظام سے اس کے اور اس کے  
 تین فرزندوں کے لیے ماہانہ چھ سو روپیہ منصب جاری کر دیا اور پندرہ سو ابھی اس کے پاس  
 متعین کر دئے سرکار نظام کے پالتو سوار مر تضی یا جنگ کے علاقہ کے تھے ۱۸۱۵ء عین یہ سال  
 سرکار نظام نے سرکار انگریزی میں منتقل فرما دیا جواب دوسرا سالہ حیدر آباد کنجٹ کے نام سے  
 موجود ہے۔ اس سال میں میر احمد علی کے فرزند دوم میر اصالت علی بحیثیت ایک کشتہ ڈیفنسر  
 شریک ہوئے اسکے اسباب یہ ہوئے کہ اس سالہ کے سوار بوجہ جمعیت بقاعدہ ہونے کے  
 متروک اور سرکش بنے یورپ میں افسران فوج ان سے مخالف رہا کرتے تھے اسلئے ان ہی وجوہات  
 سے کسی فریس اور قابل اعتماد شخص کو فوج میں لینے کی ضرورت ہوئی تاکہ حکمت عملی سے ان  
 سواروں کو زیر فرمان اور باقاعدہ بنائے ۱۸۱۶ء عین میر اصالت علی اسی غرض سے رسالہ میں ماہر  
 کئے گئے۔ میر اصالت علی خود انگریزی افسروں سے قواعد وغیرہ کی تعلیم پایا کرتے تھے اور پھر  
 خود معلمی کی حیثیت سے رسالہ کے سواروں کو قواعد سکھاتے تھے۔ اس خدمت پر میر  
 اصالت علی بائیس برس مامور رہے اور ایک لڑائی میں جو بعض جھوٹے مگر سرکش اہالیان جاگیردار  
 سے ہوئی تھی آپکا باباں ہاتھ صرف تلوار سے زخمی ہوا تھا۔ ۱۸۲۱ء عین جبکہ ایکو ترقی ملنے  
 والی تھی دفعہ مرض کالہ سے آپکا انتقال ہو گیا۔ یہ بلصالت علی نواب میر کبر علی خان اکبر الملک کے  
 والد ماجد تھے آپ کا تولد ۱۸۲۴ء عین بمقام ایچپور علاقہ اوزنگ آباد دکن ہوا۔

## تیسرا باب

میر اکبر علی خان کی ابتدائی ملازمت اور انکے اوصاف و عادات

نواب اکبر علیخان مین خدا نے ایک ہیرو بننے کے لیے ہری جوہر و دلیت فرمائے تھے یہ  
اعلیٰ درجہ کے ذہین اور جوہر لیاقت سے اڑکا دماغ مٹھو تھا۔ فراست نامہ اور مال اندیشی انکے  
ہر فعل میں تھی طبیعت میں ایسی تیزی پائی تھی کہ ہر معاملے کو بہت جلد سمجھ جاتے تھے اور اپنے  
نزدیک وہ جو کچھ رائے قائم کر دیتے صحیح ہوتی تھی جبکہ بعد اس پر عمل کرنے میں بجا تامل نہیں  
کرتے تھے۔ نواب اکبر علیخان نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ نہایت جاں کاہ محنت دلی  
شوق اور بے نظیر استقلال کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر اندیشی ملک کی خیر خواہی قوم کی خدمت  
اور مذہب کی حمایت میں بسر کر دیا۔ اکبر علیخان اکثر سخاوت اور فیاض دلی میں حصہ لیا کرتے  
تھے گو آپ کا ظاہر ورشت اور منکیر تھا لیکن استہارہ کے رقیق القلب اور منکسر المزاج  
تھے احسانندی میں آپ اپنی نظیر رکھتے تھے۔

اپنے ملک و مالک یعنی اعلیٰ حضرت حضور پر نور ہندوگان عالی نواب میر محبوب  
علیخان بہادر آصف جاہ سادس پر جہان و دل شاکرینوار شیداد و فدائی تھے  
آپ کی طبیعت بہت ہی غیور و واقع ہوتی تھی دیانت مجسم اور دیانت پسند تھے راست بازی ہر امر  
میں آپکا شیوہ تھا آپکا پولٹیکل دماغ اس درجہ کا تھا کہ آپ کے مشل کی تلاش کیلئے ہمیں ہند  
سے گزر کر یورپ میں نظر ڈالنی پڑے گی آپ فن سپاہ گری میں یدِ طولی رکھتے تھے عمر بھر  
ورزشی سواری نیزہ بازی کشتی اور بوٹ میں کمال دستگاہ تھی شیروں اور بہادر تھے خلاصہ یہ  
کہ جسطرح خدا نے جملہ صفات حمیدہ آپ کی ذات میں جمع کیا تانا اسطرح آپکا اقبال بھی عالم  
طفولیت سے روز افزون ترقی پاتا رہا حتیٰ کہ آپ کے انتقال کے بعد آپکی تجہیز و تکفین اور

میر اکبر علی خان کے والد کا انتقال ہو گیا میر علی خان نے اپنے صاحبزادے کو لڑکپن سے ہی ان کی طبیعت میں ان کی صفات میں ان کی عادات میں ان کی عادات میں ان کی عادات میں  
آپ نے جو ان کے ہونے کو لڑکپن سے ہی ان کی طبیعت میں ان کی صفات میں ان کی عادات میں ان کی عادات میں ان کی عادات میں  
آپ صاحب ہر صورت کے تمام فرائض کا دربار میں ذیل سے جو صاحب کو آپ کی دیانت اور خیر خواہی پر کمال ہو رہا تھا۔

ہم آپکا دفن بھی ملک بہر کے لیے باعث رشک رہا۔ جبکو انگریزی میں "سلف میں طمس" لکھا جاتا ہے۔

## چوتھا باب

اکبر علی کا عربستان سے گھوڑے لانا



مسٹر ٹوٹی نے اکبر علی کو عربی گھوڑے لانے کے لئے منتخب کیا تھا اُس وقت اکبر علی جیسے سخت مزاج شخص سے امیدیں ہو سکتی تھیں کہ جس کام کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اس میں یہ کامیاب ہو سکیں گے۔ مگر مسٹر ٹوٹی کے بلند خیالات نے اپنے نزدیک اس امر کا قطعی فیصلہ کر لیا تھا کہ ٹیجز میرا اکبر علی کے اس کام کو دوسرا شخص کسی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ جو وقت یہ اکبر علی تنہا حیدر آباد سے عربستان روانہ ہوئے انہوں نے وہاں پہونچ کے عمدہ اور قیمتی عربی گھوڑوں کی تلاش شروع کی اسی جستجو اور تلاش میں ان کی امید کے موافق چنداچھے گھوڑے نظر آئے۔ لیکن اُس وقت عربی گھوڑوں کا ہندوستان لے کر آنا سخت مشکل تھا اور مجبوری یہ تھی کہ باشندگان عرب ان گھوڑوں کی نسل دوسرے ملکوں میں پہلانے کے نہ صرف مخالفت ہی تھے بلکہ اس قدر احتیاط رکھی گئی تھی کہ غیر ملکوں کے سوداگر بغرض خرید و فروخت یہاں آئے نہ پائیں۔ چنانچہ یہی واقعات وہاں میرا اکبر علی کو پیش آئے۔ بعض عربوں نے اکبر علی کے اغراض دریافت کرنے کی کوشش کی مگر میرا اکبر علی کی ہوشیاری و عاقبت اندیشی سے یکب امید ہو سکتی تھی کہ وہ لوگ انکے اصلی حالات دریافت کر لیتے۔

اکبر علی چند روز تک تو اس فکرمین رہے اور ان کو نا کامیابی اپنی مسبب شکل دکھلاتی رہی۔ مگر اونہوں نے اپنے دل میں ہضم ارا وہ کر لیا کہ جن گہوڑوں پر میری نظر انتخاب پڑ چکی ہے اونکو ضرور ہی مجازوں گا، یہ ایسے مشکلات کا سامنا ہو رہا تھا لگا کر کوئی اور اکبر علی ہوتا تو فوراً گبر کر دیتا رہا دجلا آنا! لیکن میرا اکبر علی کی دلیری اور مستقل مزاجی نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم تیرے در سے کچھ لئے بغیر نہ اٹھیں گے۔ اکبر علی نے مصلحتاً یہاں کے باشندوں سے میل جول پیدا کرنا اپنی کامیابی کا اہل زینہ سمجھا جن لوگوں کو انہوں نے اپنا دوست کر لیا تھا ایک حد تک اونہوں نے اکبر علی کو مدد دینے کا وعدہ کیا مگر پہر ہی انکے حصول مقاصد میں ناامیدی پائی جاتی تھی۔ حیدر آباد میں میرا اکبر علی کے آٹھ تو ماہ کی غیر حاضری سے لوگوں کے دلوں میں مختلف شبہات پیدا کر ا دئے تھے۔ مگر سٹر ٹوٹی کے حینالات میں کچھ بھی تغیر نہیں آیا تھا وہ مزید مدت کو کامیابی کی دلیل سمجھتے تھے۔

جن لوگوں کے پاس اکبر علی نے گہوڑوں کو منتخب کیا تھا ان کو بڑی منت و سماجت کے ساتھ رضامند کر لیا لیکن پہر ہی وہ اپنے ہوطنوں کی سخت مزاجی سے خائف تھے۔ اکبر علی نے ان لوگوں کو اس امر کا اطمینان دلایا کہ ہمارے بھی معاملات کا اظہار دوسرے شخص پر ہرگز نہ ہو گا۔

بہر حال ان لوگوں کو سبھا دیا گیا اور اکبر علی نے نہایت عمدہ چہ گہوڑے خرید لئے اور نہایت ہوشیاری کے ساتھ شبانہ روز گہوڑوں کو لیکر عربستان سے چل نکلے۔ توڑی دور تک اکبر علی کے چند عربستانی دوستوں نے انکا ساتھ دیا۔ اوسوقت مصلحتاً ان اکبر علی نے عرب کا لباس پہن لیا تھا تاکہ انتشار راز نہوئے پئے

اکبر علی کی مستقل مزاجی کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے کہ اونہون نے صرف تنہا اس قدر محنت و مشقت اٹھانے کے چہ نہ عربی گھوڑے جہاز میں لاکر سوار کروادے۔ اور عبثی پہنچ گئے ابھی یہ جہاز میں تھے کہ ملاح کشتی لائے یہ جہاز سے کشتی میں اتر گئے اور کشتی کب ساحل روانہ ہوئی۔ اس کشتی میں چند انگریز لوگ بھی سوار تھے۔ ایک بیک اکبر علی کو جہاز میں چھپے ہوئے ہینڈ بکس کا خیال آیا اونہون نے ملاح سے کشتی واپس لے چلنے کی درخواست کی لیکن ملاح نے انگریزوں کے اشارہ سے اپنی کشتی کو واپس لوٹانے سے انکار کیا اکبر علی کو اسکا انکاری جواب ملتا تھا کہ ان کی دلیر اور نڈر طبیعت کو اشتعال کی آگ نے بڑھایا اس وقت اونکا چہرہ پر غضب بنا ہوا تھا اکبر علی کی اس طرح بنہ آواز اور تشیہ کی للکار نے ملاح کی تو روح فنا کر دی۔

اون انگریزوں پر اسکا یہ اثر ہوا کہ خود ملاح سے کشتی واپس لے چلنے کی سفارش کی تب اکبر علی نے اپنا ہینڈ بکس جہاز کے افسر سے حاصل کر لیا ابھی اکبر علی باربر کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انکو اپنے گھوڑے جہاز سے اترتے دکھائی دیے۔ کشتی میں جو انگریز سوار تھے اون سب نے میر اکبر علی کی طرف ٹکٹکی لگادی تھی جس وقت کشتی سے سب اتر پڑے ان انگریزوں نے میر اکبر علی سے اسٹروڈیو کیا اور ان لوگوں کی قیافہ شناسی نے انکی دلیری اور اقبال مندی کی شہادت دی اون انگریزوں کا یہ بیان تھا کہ آج تک ہم نے کسی ہندوستانی کو اس قدر جرئت والا نہیں دیکھا۔ میر اکبر علی کو ان انگریزوں سے ایک مدت تک سلسلہ خط و کتابت جاری رہا۔ بہر حال میر اکبر علی نے حیدر آباد پہنچ کر مسٹر ٹوٹی کی فرمائش کو پورا کر دیا۔ جس وقت مسٹر ٹوٹی نے میر اکبر علی کو خوش آمدید کہا مبارکباد

دی اوسوقت ایک مجمع علم میں ستر ٹوٹی نے میر اکبر علی کی جڑت ولایت کے متعلق  
اظہار مست کیا۔



## پانچواں باب

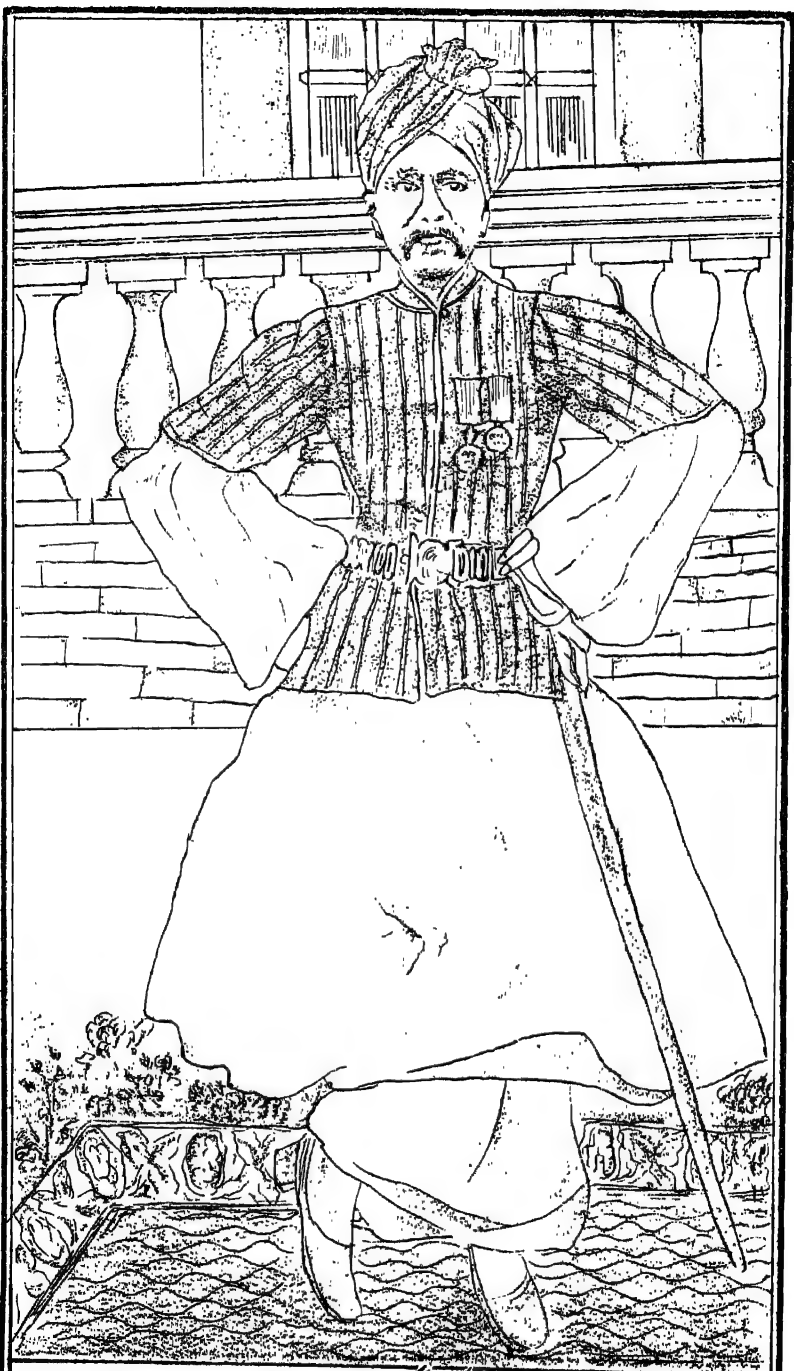
اکبر علی کا ہندوستان کے غدر میں زخمی ہونا



۱۸۵۷ء کا وہ پر آشوب زمانہ جسوقت کل ہندوستان میں غدر بچا ہوا تھا اور فوج  
باغی ہو گئی تھی اور ہر نصف مزاج گورنمنٹ بحالت تزلزل سخت پریشانی میں مبتلا تھی  
اوسوقت میر اکبر علی کی عمر ۱۸ سال تھی چونکہ ہمیشہ سے چپ و چالاک اور محنت کے  
فطرتاً سخت عادی تھے اور انہوں نے کرنل ڈیولسن سے (جو اوس زمانہ کے ریزڈنٹ  
تھے) میدان جنگ میں بھجوائے جانے کی مستعدی ظاہر کی۔ سب سے پہلے ان کی  
درخواست کرنل سپاک انٹر کے پاس بھجوا دی گئی اور یہی سبھراٹ کی فٹ کیولری  
میں شریک کر لئے گئے اسکے بعد میر اکبر علی میجر آر کی بیٹی کے لئے منتخب کئے  
گئے تھے اوس وقت وہ تاحی افواج کا سردار تھا جو وسط ہند کی لڑائیوں میں  
سرگرم ترین میر اکبر علی حسب ذیل مقامات کے معرکوں میں شریک تھے۔

دہلی، مدناپور، راول، مندرسار، جمانسی، کچ، پٹورہ  
گوائیار، جوڑہ، کالسی، کوڑہ، چندر شالی، آگرہ

جس وقت راول کے مقام پر باغی لوگ حملہ آور ہوئے ایک طرف تنہا



تصویر نواب اکبر جنگ بہادر بوقت ایام غدر

1875



میر اکبر علی منایت دلیری اور مستقل مزاجی کے ساتھ باغیوں کو روک رہے تھے اور دوسری طرف میجر گھوڑے سے گر کے زخمی ہو چکا تھا قبل اسکے کہ اسکو مدد پہنچاتے اور سوت خود اکبر علی زخمی ہو گئے تھے کچھ لڑائی میں اکبر علی کے جسم پر خفیت زخم پہنچے تھے اور اسبطح ہٹوڑے میں ہی زخمی ہوئے لیکن راول کے معرکہ میں انکے جسم پر گہرا اور کاری زخم لگا تھا اور سوت توڑی دیر کے لئے اکبر علی کی زندگی سے ناامیدی ہو گئی تھی جبکہ مختصر حال یہ ہے کہ جس جگہ باغی لوگوں نے حملہ کیا تھا وہاں نیشکر کی کاشت ہو رہی تھی اور ہر گورنٹ کے جان نثار ملازم سر فردشی کے لئے تیار تھے اور ہر باغیوں کا ہجوم تھا اور سب کے سب شہرارت پر تلے ہوئے تھے کہ دفعۃً باغیوں نے حملہ کرنا شروع کیا اور سوت اکبر علی پر چھ سے باغیوں کو روک رہے تھے کہ اتنے میں اکبر علی کے بازو پر کسی باغی شخص نے تلوار کا گہرا زخم پہنچایا اور وہ دھم سے زمین پر گر پڑے اُسی سیوشی کی حالت میں اکبر علی نے اپنی کمرچ ادھر اُدھر گھمانا شروع کیا تاکہ دشمن نزدیک نہ آنے پائے توڑے عرصہ میں اکبر علی کی آنکھوں میں بالکل اندھیرا گیا اور سیوشی کے عالم میں بلا حس و حرکت وہیں پڑے رہے باغیوں نے جب دور سے انکو زمین پر پڑا پایا وہ سب ان پر اسٹن پگڑے اور نزدیک ہو چکے اپنی اپنی تلوار دن سے اٹھا پٹا کے اکبر علی کے جسم کو بیکرا اور مردہ سمجھ کر وہاں سے علیدہ ہو گئے ابھی باغی لوگ توڑی دور گئے پڑے ہوئے کفوج کا ایک سپاہی جو اب تک نیشکر کے کہیت میں اپنے کو پوشیدہ رکھا ہوا وہاں ان واقعات کو دیکھ رہا تھا فوراً باہر نکل آیا اور اکبر علی کو اپنی پشت پر سوار کر کے اس فوجی افسر کے روبرو لا ڈالا جسکی ماتحتی میں اکبر علی اپنی

خدمات انجام دے رہے تھے میر اکبر علی اپنی صحت یابی کو ڈاکٹر سرولیم خلیفہ کرنل کنزرویٹو  
منصرم ریزیدنٹ حیدرآباد دکن کی توجہ سے منسوب کرتے تھے سرولیم کے دوستانہ  
تعلقات کا اندازہ (جو اس بار سپاہی کے ساتھ انگوٹھا) حسب ذیل رقم کے ملاحظہ  
سے کیا جاسکتا ہے۔

گلشہروز      ہیڈ پارک ڈبلیو      ۸۔ ستمبر ۱۸۹۳ء

مسی ڈیرنواب

ہم اپنے مراسلت کو موقوف نہ کرنے دینا چاہیے اور میں ضرور اسید کرتا ہوں کہ وقتاً  
وقتاً آپ اپنے حالات و خیرویت سے مجھے مطلع کرتے رہیں گے میں آپ کو دوستانہ  
تعلقات کے ساتھ یاد کرتا ہوں اور کارڈ منسلک حسب دستور موصول ہونے کی معافی  
مانگتا ہوں اس دلی آرزو کے ساتھ کہ خداوند تعالیٰ اس موسم میں مجھے اور کئی تحائف  
آپ کو روانہ کرنے کی توفیق دے گا آپ کو اور آپ کے کل خاندان کو صحیح و تندرست  
رکے گا فقط

میں ہوں تمہارا قدیم دوست

ڈبلیو کنزروی

اسٹیشن چادنی مومن آباد سے واپس ہونے کے بعد میر اکبر علی دالٹون میں شریک  
کرائے گئے تھے اور انکو اس حصہ ج میں داخل کر لیا گیا تا جو ٹن سٹیل لوہی کے  
تعلقب میں جاری تھی میر اکبر علی تقریباً ۸-۹ ماہ تک گوریڈ کی لڑائی میں مصروف تھے  
اون کو عمدہ خدمات کے صلہ میں سرکار انگریزی سے ایک قیمتی اسپ اور تمغہ عطا  
ہوا تھا اور انکی ترقی کے لئے سفارش کی گئی تھی۔

اختتام معرکہ پر انہوں نے جنگی زندگی چہدھینے کے لیے ترک  
 کر دی تھی اور ۱۸۴۳ء میں حیدر آباد دکن کو واپس ہونے کے بعد  
 سید اکبر علی نے کسی خاص غرض سے ایک طولانی سفر مصر و شام ترک  
 و ایران و عرب کا اختیار کیا مذکورہ بالا ملکوں میں تین سال تک سفر کرتے  
 رہے وہاں انہوں نے اپنے کو پوشیدہ بنا کر کہا تھا ہر ایک ملک میں یہ  
 تبدیل ہیئت کے ساتھ گشت کرتے رہے وہاں کی طرز معاشرت نشست و  
 برخاست عادات و اطوار سے انہوں نے واقفیت حاصل کر لی تھی اور وہاں  
 انہوں نے اس درجہ اپنا سبیل چول بڑھایا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملک  
 کی زبان سے بہت جلد واقف ہو گئے تھے اثناء سفر میں سید اکبر علی کے  
 پاس ایک رقعہ اس مضمون کا لکھا ہوا موجود تھا کہ میر اکبر علی ایک معزز  
 آدمی رعایا سے نظام حیدر آباد دکن سے ہونے کے علاوہ حیدر آباد  
 رجمنٹ کی پولی کے سردار تھے انہوں نے اپنے کو خاص غرض سے شام  
 و عرب جانے آزاد کرایا ہے اور وہ اس سے بھی شناخت کئے جاسکتے  
 ہیں کہ ان کے بایں بازو پر سند کی لڑائی کا گہرا زخم موجود ہے۔ اگر وہ کسی  
 دوست یا افسر پیش گوئی منتظر سے کسی بات کے طالب ہوں تو فوراً مدد  
 کی جائے۔

میر اکبر علی کے پاس اور دو رقعہ موسومہ امیر اکھیل و امیر محمد سرداران

قبیلہ عرب متصل حلب بجانب سرالار جنگ بہادر مرحوم وزیر دکن موجود  
تھے ایسے نازک اور خطرناک سفر سے میر اکبر علی کا محفوظ نکل آنا سخت تعجب  
اور حیرت انگیز امر ہے واپسی سفر کے بعد ۱۸۶۸ء تک وہ حیدر آباد میں کسی  
اہم کام کے لیے ٹھہرے رہے انہوں نے ملک حبش جانے کے لئے  
اپنی مستعدی کو رمنٹ انگریزی پر ظاہر کی اور یہ اسی وقت صیغہ خفیہ پولیس میں  
شریک کر لئے گئے۔ میر اکبر علی کو اثنائ سفر میں جو تجربہ حاصل ہو چکا تھا وہ  
مہم حبش کے موقع پر نہایت ہی کارآمد ثابت ہوا۔

۱۸۶۹ء میں میر اکبر علی خاص اس کام کے لئے  
شریک کر لئے گئے جیسا کہ حکم مندرجہ ذیل مجریہ سربراہ برٹ نیپیر لٹری سکریٹری  
سے ظاہر ہے۔

دفتر کمانڈر چیف کیا سپرنٹنڈنٹ ۳ فروری ۱۸۶۸ء

میر اکبر علی جو رفتہ الحال باشندے حیدر آباد کے ہیں جنہوں نے مہم حبش  
میں خود کو خدمت کے لئے پیش کیا تھا جو اس وقت ہنر اکلسنسی کمانڈران  
چیف کے اسٹاف میں ایک عمدہ دارہن بجانب ہنر اکلسنسی کپتان میور  
کے ساتھ ان احکام کی تعمیل کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ جبکی نسبت  
کپتان صاحب موصوف کو ہدایات دے گئے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے  
کہ جبکہ پرنسپل عمدہ داران سے اخلاق کے ساتھ پیش آئینگے اور

اُن کے آدے فرائض میں مدد و مایحتاج دینگے۔ جبکہ یہ وہ کام کر چکین گے  
 جبکہ یہ یہ بطور خالص مقرر ہوئے ہیں اسوقت امید کیجاتی ہے کہ ہر کسٹنسی  
 کے مستقر واپس آنے تک اس باب میں انکے لئے سبیل کچاے گی۔

حسب الحکم  
 سربراہ برٹ نیپیر

شرح دستخط

یم اے۔ ڈالان

مستمبرج



## چھٹواں باب

میر اکبر علی کی ملک حبش میں خفیہ زندگی

اور ان پر گورنمنٹ انگریزی کی سپرستی



لارڈ نیپیر کی یہ خواہش تھی کہ حبش اقوام سے اتحاد پیدا کرنے کے لیے اپنی جانب سے انہیں کے کسی مذہبی شخص کو جو اے مگر یہ معاملہ نہایت نازک اور کٹھن تھتا اور ناکامیابی کے سوا امید کم پائی جباتی تھی۔ لارڈ نیپیر جیسے عقلمند و مبصر شخص نے اس کارروائی کے لئے میر اکبر علی کا انتخاب کیا تھا جو ان اقوام کو ترغیب و تحریص دلانے میں خاص ملکہ اور ذاتی جہت رکھتے تھے۔ اس موقع پر میر اکبر علی کا انتخاب نہایت موزون سمجھا گیا۔ بحکم جنرل نیپیر میر اکبر علی وہاں کی قوم گیا لاس کو (جو مسلمان تھے) ترغیب و تحریص دلانے کے لئے مقرر کئے گئے جو اس کے قبل خفیہ پولس میں تھے ان کو اس قدر بدلہ کامیابی حاصل ہوئی کہ اثنائے مہنگاے میں فوج گیا لاس ان کے زیر کمانڈ آگئی تھی یہ نہایت دشوار اور مشکل کام تھا کہ ایک تنہا شخص ان سب کے دلوں کو شیئے میں اوتا

لیتا اکبر علی کے وہ واقعات خالی از پچی نہ ہوں گے جو دن کو ملک حبش  
پیش آچکے تھے میر اکبر علی نے اس واقعہ کو یہ تفصیل اپنی نوٹ بک میں  
لکھ رکھا تھا۔ جو ناظرین کے ملاحظہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔

”جس وقت اکبر علی ملک حبش میں داخل ہوئے ان کی موجودہ حالت بالکل  
حبشیانہ طریق پر تھی وہاں ان کے طرز لباس اور گفتگو سے کبھی ہندوستانی  
ہونے کا گمان نہیں کیا جاتا تھا۔ اس ملک میں میر اکبر علی نے جن  
لوگوں سے پہلے شناسائی حاصل کی تھی اون کو یہ یاد کرادیا گیا تھا کہ عربستان  
میر اخاص وطن ہے سیر و تفریح کی غرض سے میر اس ملک میں آنا ہوا۔ !  
چند حبشیوں کو اکبر علی نے اپنا گردیدہ بنا لیا تھا اور یہ اون سب سے سرگروہ خیال کئے  
جاتے تھے۔ کبھی اون کا دل فرضی قصے سنائے کے خوش کر دیا کرتے تھے وہ  
لوگ ان کی دل پذیر تقریر سن کر محظوظ ہو جایا کرتے تھے اکبر علی اپنے کو بہت  
کم تنہا پایا کرتے اور ان کو پیشکل اپنے معاملات میں غور و خوض کرنے کا اتفاق  
ہوا کرتا تھا اس لئے اکبر علی نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ”ان میں سے چند  
حبشیوں کا انتخاب کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے بحر خاص خاص حبشیوں کے  
دو سے حبشیوں سے ملنا قطعاً ترک کر دیا۔ اس وقت تک میر اکبر علی نے  
اون حبشیوں پر اپنے دلی ارادوں کا اظہار نہیں کیا اور نہ اپنا اصل نام ہی بتلایا  
تھا۔ رفتہ رفتہ وہاں کے پولیٹیکل حالات سے یہ خود بخود واقف ہونے لگے۔ انہوں

نے ایک علیحدہ مکان میں سکونت اختیار کی تھی یہ روز آئے اپنے فرائض جاسوسی کو ادا کر رہے تھے۔ اور اپنا نام صالح مشہور کر رکھا تھا۔

جس مکان میں میر اکبر علی رہا کرتے تھے اسکے پڑوس میں ایک عورت مسماۃ سلمیٰ رہا کرتی تھی جو ملک تھیوڈور کے محل کی خاص ملازمہ تھی۔ اس سے انہوں نے مہاسگی کے جیلہ میں دوستی کا سلسلہ بڑھا دیا تھا۔ یہ عورت نوجوان بیوہ تھی دین بہر محل شاہی میں کام کرتی اور شب اپنے گہرین گزارہ کرتی تھی اس عورت کے ذریعہ سے میر اکبر علی ملک تھیوڈور کے بہت سارے ملکی راز خانگی محاملات دریافت کر لیتے تھے اور ان سے امنران انگریز کو باخبر کر دیا کرتے تھے۔ بادشاہ حبش تھیوڈور کے جاسوس بھی اکبر علی کی خفیہ زندگی کے متلاشی تھے اور انہوں کے صالح کی طرز و روش پر خفیہ طور پر نوٹس لینا شروع کیا۔ بالاخر صالح اور سلمہ ہر دو ایک دن گرفتار کر لئے گئے۔ جس وقت یہ گرفتار ہو چکے تھے انکو ایک قیدی کی حالت میں نظر بند رکھا گیا تھا ان کی حبانۃ تلاشی اور حبانۃ تلاشی بھی لے لی گئی تھی۔ سو اگلے کچھ روز پوشیدگی کے اسکے پاس اور کوئی چھپنے والا نہیں ہوئی۔ ان کی گرفتاری کے وہ حبشی بانی تھے جن سے صالح نے ترک ملاقات کر دی تھی اکبر علی اپنی گرفتاری سے رنجیدہ نہیں تھے بلکہ اسکو انہوں نے موجب کامیابی سمجھا تھا ان کو وہاں بالکل معمولی غذا دیا جاتی تھی



اور علیحدہ ایک تنگ جگہ مقید کئے گئے تھے توڑے روز کے بعد ان کو دوسری جگہ بھجوا دیا گیا جہاں اور بہت سارے حبشی مقید تھے گو یہ لوگ بھی بادشاہ حبش کی رعایا سے تھے انکی معمولی سی معمولی حرکات پر نہایت سنگین سزائیں دی گئی تھیں۔ صلاح کی اجنبی صورت دیکھ کر سارے قیدیوں نے انہیں کی طرف ٹٹٹکی لگا دی تھی توڑی دیر کے بعد صلاح کی نظر انتخاب نے چند قیدیوں کو منتخب کر لیا جن قیدیوں کو صلاح نے منتخب کیا تہا وہ لوگ بھی صلاح کو نہایت ہوشیار آدمی سمجھتے تھے

اوس قید خانہ میں جس قدر لوگ مقید تھے ان سب کے ساتھ نہایت سختی کا برتاؤ کیا جاتا تھا کوئی قیدی بجز رہائی یا موت کے کسی طرح بیرون محبس نکل نہیں سکتا تھا۔ مقید شدہ لوگوں کو اپنے حوالے ضروری کے لیے سخت دشواری اور ہٹانی پڑتی تھی۔ اندرون محبس چپ رنگ و ستار حجرے بنے ہوئے تھے اور وہاں کوئی جگہ تعفن سے خالی نہ تھی۔ جملہ قیدیوں کے رہنے کے لیے ایک ہی دالان تھا اوس دالان میں بجز فرش زمین کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی یہ مقام بھی نہایت کثیف اور سخت و مشت ناک تھا اوس کے اطراف بلند اور بدو ضلع چار دیواری گہری ہوتی تھی۔ اور دالان کے حصہ میں بڑی بڑی آہنی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور انہیں سلاخوں کا ایک دروازہ بنا ہوا تھا جس میں ہمیشہ ایک بڑا بھاری قفل پڑا ہوتا تھا

ارکے بعد متعدد دیوارین محبس کو حلقہ کئے ہوئے تھیں ہر دیوار میں ایک ایک چوہی دروازہ نصب تھا۔ اور ہر دروازہ پر ایک حبشی جوان متعین رہا کرتا تھا والان کی چپت میں سوامٹی اور چوہنے کے کوئی چوہی چیز نہیں تھی۔

وہاں دن اور رات ایکساں تیار کی مین گذرتا تھا۔ قیدخانہ میں کوئی ایسا روشن دان نہ تھا جسکے ذریعے قیدیوں کو دم لینے کے لیے تازہ ہوا مل سکتی تھی۔ ان غریب بے جرم قیدیوں کو ابتدائی قید سے بجز ایک جوڑا المبوس کے دوسرا جوڑا دیدلنے کی اجازت نہ تھی۔ قیدیوں کو اختتام رہائی تک صبر و قناعت کرنا پڑتا تھا۔ تمام قیدیوں کے کپڑے تعفن سے بھرے ہوئے تھے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں کے

پاس بیٹھ جاتا تو اس کا دماغ ہٹا پڑتا۔ ان قیدیوں کو کبھی وقت مقررہ پر غذا نہیں دی جاتی تھی۔ پہرے والی کو تقسیم غذا کے متعلق یہ حق حاصل رہا کرتا تھا کہ جو وقت چاہے قیدیوں کو کھانا تقسیم کرے۔ بعض وقت اہلیان محبس کی شرارت سے قیدیوں کو غذا نہیں مل سکتی تھی۔ کھانے کے انتظاری میں قیدی اپنی اپنی جگہ گھنٹوں تڑپا کرتے تھے۔ اگر اس اثنا میں کسی قیدی سے کوئی حرکت صادر ہو جاتی تو اس کا تمام جسم تازیا نہ کی بار سے آلودہ ہو جاتا تھا۔ ان قیدیوں پر طبع طبع کے مظالم اور قسم کے عذاب ٹوٹ پڑتے تھے۔ بعض قیدیوں کی حالت نہایت نازک

ہو رہی تھی اودن کے حلق میں ایک قطرہ پانی کا نہیں ڈالا جاتا تھا  
 اور بحالت موجودہ اودن پر سختی گزر رہی تھی باوجود ہزار ہا مصیبتوں اور سیکڑوں  
 سختیوں کے اودن مقید شدہ لوگوں نے کہی افسر محبس یا کسی  
 پرے والے سے خوشامد نہیں کی بلکہ نہایت حقیر اور غصہ کی  
 نظروں سے اہلیان محبس کو دیکھا کرتے تھے گو ان قیدیوں نے ایسے  
 قید خانہ میں اپنے کو مٹی میں ملا دیا تھا لیکن اپنی وضع داری اور آن بان کو  
 انہوں نے کسی طرح ہاتھ سے جانے نہیں دیا تھا۔ سلمہ جو محل شاہی  
 کی خاص ملازمہ تھی بحکم ملک تھیوڈور چپ گنتھون کے بعد رہا کر دی گئی۔  
 مگر اوس نیک اور با عصمت جشن نے حسب اقرار میر اکبر علی کو خاطر  
 خواہ مدد دینے کا قصد کر لیا۔ چونکہ اکبر علی نے مصلحتاً وہاں خود کو گرفتار  
 کر لیا تھا۔ بجز اس تدبیر کے اونکو کامیابی کی کوئی شکل نظر نہیں آتی تھی۔  
 چپ گنتھون میں اکبر علی نے محافظین قید خانہ کے ساتھ خلوص

اور اتھا کو بڑا لوبا تھا اگر اکبر علی کے ان حرکات سے موجود قیدی  
 ناخوش ہو رہے تھے توڑے ہی عرصہ میں اکبر علی نے اپنے منشاء کو  
 اُن سب قیدیوں پر ظاہر کر دیا کہ دو تم لوگ میرے حرکات و سکنات  
 پر ہرگز نوٹس نہ لو بلکہ باطمینان کلی مجھ پر دوسرے کو میں حکمت عملی کے ساتھ  
 تم سب کو اس زندان سے رہا کر ادون گا، اس وقت اکبر علی کو  
 اپنے مقاصد دلی کی کامیابی کا اچھا موقع مل گیا تھا۔ انہوں نے اپنے  
 کو نہایت منکر المزاج بنا لیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اپنی دلچسپ گفتگو اور ظرافت  
 آئینہ فقروں سے تمام پرے والوں کو اپنی جانب متوجہ کر لیا۔  
 اہلیان محبس جنہوں نے اپنی عمر و بہرین کہی رحم اور حلق کا نام نہیں سنا تھا  
 جنکے دل و دماغ میں شقاوت اور بے اعتنائی کوٹ کوٹ کے بھری  
 ہوئی تھی اکبر علی کی پراثر باتوں نے ایک حد تک اُن کے دلوں میں  
 جگہ کر لیا تھا۔



تصویر نواب اکبر جنگیبا در وقت جنگش



تصویر ملک محمود و پادشاه حبشہ بجاست نیرجیان







سلمہ کو قید خانہ سے رہا ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا اس نے قید خانہ  
 کی تکالیف کو جہی طرح محبوس کر چکی تھی جو قوت یہ محل شاہی سے واپس ہوئے  
 اوس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ ”جو قدر بے جرم قیدی اس قید خانہ میں مقید ہیں ضرور  
 اسکی دستگیری کرنی چاہی“ سلمہ انہیں خیالات میں مجبور ہی تھی کہ بے ساختہ اسکی  
 زبان سے یہ کلمہ نکل گیا ”وہاں شاہ تہیو دور کے ملکی راز اور خانگی معاملات اب سیر  
 دل میں کیسی طرح رہ نہیں سکتے“ یہ کہہ بازار سے چند اشیاء خرید کی اپنے گھر لے گئی  
 اور دو تین گنٹے میں اوس نے کمانا تیار کر دیا اور اس کمانے کو کمال ہوشیاری اور عین  
 کے ساتھ اکبر علی اور وہاں کے چند قیدیوں کو دی آئی بہر حال وہ اسی طرح صبح و شام  
 مقید شدہ لوگوں کو کمانا پہنچا آتی تھی۔ سلمہ کی اس حکمت عملی سے قیدیوں میں وہ  
 پہلی سی بڑمردگی باقی نہ رہی بلکہ اب کیقدر ان لوگوں میں تقویت پیدا ہو گئی تھی۔ اکبر علی  
 کو قید خانہ میں سلمہ کی وجہ سے کمانے پانی کی کوئی تکلیف نہیں گذرتی تھی اس کے  
 علاوہ پہرے والے نے ان کے ساتھ اس قدر رعایت کی تھی کہ نگرانی میں حوائج

ضروری کیلئے یہ باہر نکل سکتے تھے۔ بظاہر اکبر علی اہلیان محبس سے ادھر ادھر  
 کی گفتگو کیا کرتے تھے لیکن ہر وقت نتیجہ پران کا خیال رہا کرتا تھا۔ اکبر علی  
 اپنی کامیابی کے اسباب پر غور و خوض کر رہے تھے لیکن انکی قیمت اپنے ہاتھ  
 میں فتح اور کامیابی کا جھنڈا دیکھ کر خوش ہو رہی تھی بہر کیف اکبر علی کو  
 مقید ہو کے تین چار روز گزر گئے تھے اس عرصہ میں انہوں نے  
 حکمت عملی کے ساتھ تمام قیدیوں کو ایک دل کر لیا اور ان سب کو اس امر کا  
 اطمینان دلادیا تھا کہ تم لوگوں کی ہر طرح مدد کی جائے گی۔ اکبر علی کا مقید ہونا  
 انکی کامیابی کیلئے نہایت مفید ہوا ان ہی وجوہات سے اکبر علی نے اپنے آپ کو  
 بخوشی گرفتار کرادیا تھا وہاں جب قدر لوگ مقید کئے گئے تھے وہ تیس چالیس سے  
 کم نہ تھے۔ اکبر علی نے اشارۃً آگاہ کر دیا کہ رات کے بارہ بجے ہم سب کو چلنے پر مستعد  
 ہو جانا چاہیے اسکو سب نے منظور کر لیا اور ٹھیک وقت مقررہ پہنچل شروع ہوئی۔  
 سب نے ملکر قید خانہ کے دروازہ کو توڑ پھوڑ ڈالا اور نہایت آسانی کے ساتھ ایک دم  
 باہر نکل آئے۔ سب سے پہلے اکبر علی نے یہ تدبیر کی کہ موجودہ محافظین قید خانہ کو یکے  
 بعد دیگرے شکنجیان کس کے ہمراہ لے لیا۔ اور انہوں نے اپنے سکونہ مکان میں  
 جو کچھ کاغذات وغیرہ زمین میں دفن کئے تھے خود ہی جا کر نکال لاے۔ اور شبانہ روز

ان سب کو لیکر ملکہ مستطیات کے حدود میں داخل ہو گئے جو ملک حبش کے ایک  
 حصہ کی خود مختار ریاست تھی اور چونکہ بادشاہ حبش کی یہ سخت مخالفت سمجھی جاتی تھی اکبر علی  
 نے مصلحتاً ان سب کو اوس مقام پر ٹھہرا دیا۔ جن مخالفین کی مشکین باندہ دیکھیں  
 تئیں اون لوگوں نے اطاعت قبول کی اور بادشاہ سے باغی ہونے کا حلفاً و قراً  
 کر لیا۔ تب اون سب کی مشکین کو بل دی گئیں۔ ملکہ مستطیات نے قوم گیا لاس  
 کو درجہ مسلمان کھلاتے تھے (ترغیب و تحریریں) دہاکے میر اکبر علی کے حوالہ کر دیا۔  
 اور یہ سب لوگ میر اکبر علی کے طرفدار بن گئے تھے۔ اکبر علی نے ان لوگوں کو قلعہ  
 میا گڈالہ کے اطراف و کناف میں بھجوا دیا تھا تاکہ روزانہ وہاں کے حالات سے خفیہ  
 طور پر انگریزی فوج کو اطلاع دیتے رہیں جب بادشاہ حبش کی ہر حد و وسعہ آدمی متعین  
 کر دیئے گئے تو ادھر اکبر علی نے اپنی ڈاڑھی مونچھ بالکل منڈالی تھی اور اپنے کو مصنوعی  
 مجنون بنا کے ملک تھوڑو (بادشاہ حبش) کے فوجی لوگوں میں پہنچ گئے  
 تھے۔ جب اون لوگوں نے اکبر علی کو مجنونانہ حرکات کرتے دیکھا تو خوب قسمہ باز رہے  
 کے بعد چند حبشی سپاہیوں نے ازمایش کے لئے ان کے جسم پر پرچے چھائے  
 اکبر علی پر چون چون سختی کیجاتی تھی وہ نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ برداشت  
 کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی حالت کو مطلق تغیر نہیں ہونے دیا تھا۔ اکبر علی  
 کے دیوانہ پن کو حبشیوں نے یقین کر لیا تھا۔ سب نے اکبر علی کے آگے ایک ایک  
 روٹی کا ٹکڑا ڈال دیا اور یہ اس طرح دیا کہ حرکات کیا کرتے تھے۔ جن جن مقامات  
 پر بادشاہ حبش کی فوج پوشیدہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اکبر علی خفیہ طور پر لارڈ نیپرواں کے  
 حالات سے مطلع کر رہے تھے۔ جس جگہ حبشی لوگ انگریزی فوج کے تعاقب میں

تے وہاں ہوشیاری کے ساتھ برٹش فوج اپنا کام کر رہی تھی۔

## ساتواں باب

### قلعہ میاگڈالہ کا قبضہ اور برٹش فوج کی کامیابی

ملک تھوڈور ولاڈو رابرٹ کے درمیان یہ امر طے پایا کہ جنگ کے لئے جمعہ یا دو شنبہ کا دن مقرر کیا جائے۔ حبشیوں نے اپنے اپنے مقامات پر حلقہ بندی کر دی تھی اور ولاڈو رابرٹ کی فوج نہایت تنگ و تاریک راستوں سے گزر رہی تھی۔ پہاڑیوں کے مکے ہوئے سلسلے کو طے کرنے کے بعد راستہ مین ولاڈو رابرٹ کی فوج کو ایک بہت بڑا خندق ملا۔ اکبر علی کی کوشش اور راستے کی معلومات سے فوج آسانی کے ساتھ آگے بڑھی۔ ابھی قلعہ میاگڈالہ پچاس میل کے فاصلہ پر تھا کہ وہاں فوج نے اپنا قیام کیا۔ اور یہاں سے کوچ کرنے کے بعد فوج دس اپریل کو بمقام فجل پہنچ گئی قلعہ میاگڈالہ کے قریب فوج کو دشوار گزار پہاڑیوں اور ناہموار راستوں سے گزرنا پڑا۔ مقامات اسلمی اور سلسی کے درمیان فوج نے قیام کیا۔ کیونکہ یہ مقام قلعہ میاگڈالہ سے قریب واقع تھا۔

ملک تھوڈور نے اپنی جانب سے ولاڈو رابرٹ کو یہ کہلا بھیج کہ جنگ

کے لئے جمعہ کا دن اچھا ہے۔

فجیہ کے مقام سے لارڈ رابرٹ کی فوج کا کرنل فیجرباڈشاہ تھوڈور کے پاس  
بدین غرض بھیجا گیا کہ وہ کاغذات متعلقہ جنگ پر بادشاہ حبش کے دستخط کرا لائے  
ملک تھوڈور نے کرنل کو جواب دیا کہ تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے اس معاملہ میں  
غور کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ کرنل فوج نے مکرر ملک تھوڈور سے اس امر  
میں اصرار کیا مجھے آپ جلد تحریری جواب دیجئے۔ کیونکہ میں مقام فجیہ سے  
روانہ ہو چکا ہوں اور فوج آگے بڑھ گئی ہے۔ بادشاہ حبش نے برٹش فوج  
کے کرنل کو اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ بارادہ جنگ ایک دم پسند رہ ہزار  
حبشیوں کی فوج اپنے جرنیل کے زیر کمانڈ یہ مقام اسلحہ بھیجوا دیا اور جرنیل کو یہ  
نصیحت کی کہ جنگ کے نتیجے سے مجھے وقتاً فوقتاً اطلاع دی جائے اور تم کو یاد  
رہے کہ لارڈ رابرٹ کی فوج بہت قوی ہے اور وہ سب لوگ یورپین ہیں تم ان  
لوگوں کو متقید کر کے یہاں کس طرح لاسکو گے وہ زبردست اور قوی یورپین ہیں ممکن  
نہیں کہ تمہارے ہاتھ گرفتار ہو سکیں۔ نہایت حکمت عملی سے کام لو اور اپنی  
فوج پر دہم نہ آنے دو اور جب رات تم ان لوگوں سے خوف زدہ نہ ہو اگر تم ذرا بھی خائف  
ہوئے تو یاد رکھنا کہ تم کو ہرگز فتحیابی نہ ہوگی۔ اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی  
ملک تھوڈور کا جرنل برٹش فوج کے ہاتھوں مارا گیا وہ پہلے ہی حملہ میں گھوڑے  
سے الٹ کر گر پڑا تھا اوس میں ابھی کسی قدر مس و حرکت باقی تھی کہ لارڈ رابرٹ  
کی جانب سے اوس کا اصل مدعا دریافت کیا گیا لیکن اوس نیم جان نے کوئی جواب  
نہیں دیا اور روح نفس غمصری سے پرواز کر گئی۔ جرنل کے مارے جانے کے بعد

ملک تیسو ڈور کے پاس انکا خونی لباس پہنایا گیا۔ ملک تیسو ڈور نہایت ہوشیار اور عقلمند شخص تھا۔ اوس نے کم عمری کے زمانہ میں بمقام کلکتہ تعلیم پائی تھی اس کے جنگی معلومات بھی بہت وسیع تھے اس نے اپنی فوج کے بچاؤ کے لئے۔ ایچ۔ آئی۔ لپسن نامی میجر کو روانہ کیا جو نہایت جواغرد اور دلیر شخص تھا۔ اُس نے جس وقت لاڑ رابرٹ کی فوج کو دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی تین پوشیدہ بستی ہوئی اس بات کا مشورہ کر ہی تھی کہ فوراً میگڈالہ کا قبضہ کر لیں مگر میگڈالہ اس قدر مستحکم قلعہ تھا کہ اب تک کسی اور فوج نے اس کا قبضہ نہیں کیا۔ بحکم لاڑ رابرٹ فوج نے اپنا کیا سپ میا گڈالہ کے قریب کیا لفٹنٹ اور کپتان فوج کو لاڑ موصوف نے یہ تاکید کی کہ وہاں جو کچھ واقعات پیش آئیں اوس کی اطلاع دی جائے۔ جب ملک تیسو ڈور کو میا گڈالہ میں لاڑ رابرٹ کی فوج داخل ہونے کی اطلاع دی گئی تو اوس تین دن تک کمانا مینا بالکل حرکت کر دیا تھا اور ایسی وحشت اثر خبر کے سننے سے سخت بیمار اور قریب المرگ ہو گیا تھا۔ اکبر علی نے اوس کو نیم مرده حالت میں قلعہ سے باہر لایا اوس وقت اوس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی جس وقت ملک تیسو ڈور کی نقش فرش زمین پر پڑی ہوئی تھی اوس کا چڑب چہرہ بتلا رہا تھا کہ یہ دیس اور عقلمند شخص کہی اپنے ملک پر دشمن کا قبضہ نہ ہونے دیتا اس کی نقش پر یہ بھی طور سے نماز پڑھائی گئی۔

تو تم گیا لاس جس نے اب تک انگریزی فوج کو مدد دی تھی پھر وہ کامیاب فوج کے حق میں غار بن گئے تھے اُن کو گون نے مقتوحہ حبشیوں کے ساتھ (جن کو واپس گھر جانے کی اجازت مل چکی تھی) لوٹ اور رابرٹ شروع کر دی

جس سے خود پریش گورنمنٹ کے افواج غیر محفوظ حالت میں تھے اوس وقت میر  
 اکبر علی کو سربراہٹ نیپرنے اس طاقت کے منتشر کرنے کے لئے طلب کیا؟ جس  
 نے اس کے قبل اس قوت کو جمع کیا تھا۔ اکبر علی نے چند ہی گنتوں میں اس کا انتظام  
 کر دیا اور فوراً قوم گیا لاس نے میا گڈالہ کے اوس حصہ کو چھوڑ دیا جس میں انگریزی فوج  
 خیمہ زن تھی۔ اس کے بعد میر اکبر علی نے ملکہ مستطیاء اور اوس کے فرزند کو سربراہٹ  
 نیپرنے ملاقات کرنے کی ترعیب دلائی اوس کے دوسرے ہی روز تمام دن اور تمام رات  
 ضیافت اور جشن ہوتا رہا جس میں ملکہ مستطیاء مع فرزند کے شہر یک تہین بعد  
 اختتام جشن ملکہ مع خدام وغیرہ قلعہ میا گڈالہ کو روانہ ہوئیں اور جمہندوستان واپس آئی۔



## آٹھواں باب

میر اکبر علی خان کے نمایان خدمات پر برٹش انڈیا  
اور سرکار عالمی کی جانب سے اظہارِ خوشنودی

مورخہ ۱۲-۱ اپریل ۱۸۶۸ء

منجانب سر رابرٹ نیپر  
بخدمت سکریٹری آف اسٹیٹ

تھیوڈور (بادشاہ حبش) کی فرامی سے پہلے مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ قوم گنڈالاس  
سے اتحاد پیدا کروں اس غرض سے میں نے خاص اکبر علی کو انتخاب کیا  
جو حیدر آباد کے ملازم اور خاندانِ سادات سے تھے یہ ملکہ مستطیاء کے ساتھ شامل  
رہ کر اپنی غرض کو پورا کرنے میں بہت ہی موزوں تھے۔ ملک تھیوڈور کا فرمان ہو کر  
پہرہ یوپی کے ساتھ میاگڈالہ واپس ہونا صرف گیا لاس کی وجہ سے تھا جنہوں نے  
کچھ عجیب طریقہ سے قلعہ کی پہاڑی کو گھیر لیا تھا اس کے بعد بالتحقیق یہ خبر  
ملی کہ صبح کو تھیوڈور میاگڈالہ چھوڑ کر فرار ہو گیا ہے تاکہ کسی فاصلہ کے شہر میں امن حاصل  
کرے اس کے چند ہی سرداروں نے تھیوڈور کو دروازہ سے باہر نکلنے پر اپنی  
رضامندی ظاہر کی اور ہر فرامی کے بعد اپنے تھوڑے اسکارٹ کو لے کر اسے میاگڈالہ  
آنے کی اس وجہ سے جرأت نہ کی کہ قوم گیا لاس ملک تھیوڈور کے سخت دشمن  
ہو گئے تھے کل کیولری اور فوج سے میاگڈالہ کا جنوبی دروازہ بند کرنے کی



اسید نین کی جاسکتی تھی اس لئے میں نے میرا کبر علی افسر خفیہ پولس کو ملکہ مستطیاء کے پاس بھیجا دیا تاکہ اسکی مشورت اور مدد سے جبکہ آدمی فراہم ہو سکیں وہاں جمع کئے جائیں میرا کبر علی کی رپورٹ روانہ کی جائے گی جسکے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ کس عمدہ طریقہ سے اس نے اپنے مشن کی غرض کو پورا کیا فقط - مورخہ یکم جون ۱۸۶۸ء

شرح و تخط سر رابرٹ نیپر

(\*)

میجر گرانٹ سی بی جنگی افریقی شہرت ایک اور میدان میں حاصل کی گئی تھی دوسرے گپاٹن مور ایک مشہور مشرقی طالب العلم اور میرا کبر علی ان تینوں نے بڑی اہم خدمات جسمین چالاکی و لیاقت لازماًت سے تھی ادا کئے ہیں فقط

شرح و تخط سر رابرٹ

مورخہ ۱۶ جون ۱۸۶۸ء

میجناب سر رابرٹ نیپر خدمت و ایسراے گورنر جنرل ان کونسل براے لحاظ مناسب نگارش ہے کہ رعایاے سرکار نظام حیدر آباد دکن سے ایک شخص مسمی اکبر علی جس نے اپنی سابقہ خدمات مہم جہش کے لئے والٹیر کیا تھا جو میری جانب سے خفیہ پولس میں مقرر کیا گیا اس نے ہمارے اور دوسرے مسلمان اقوام کے مابین اتحاد پیدا کرنے میں بڑی قیمتی خدمات ادا کیں۔ خصوصاً قوم گیا لاس کو ملک تینا ڈور کے خلاف عمل پیرا ہونے کے لئے۔ ہجو میرا کبر علی سے بڑی مدد پہونچی جبکہ وقتاً فوقتاً اس سے کام لینے کا موقع ملا۔ میں نے اس میں حد درجہ کی لیاقت اور اپنے فرائض مفوضہ کو توجہ خاص انجام دیتا ہوا پایا میں اس بات کی

کوشش کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ سے میرا کبر علی کی خدمات کا سوز و جل حاصل کروں کیونکہ اب میرا کبر علی کو گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ میری ہی خواہش ہے کہ ایک ایسے پیرایہ میں (جسکو گورنمنٹل صاحب مناسب سمجھیں) میرا کبر علی کی خدمات کا گورنمنٹ نظام سے شکریہ ادا کیا جائے۔ یہ مراسلات نہ صرف گورنمنٹ نظام کے لئے مسرت کا باعث ہونگے بلکہ اون مدارج کے لوگوں میں (جن میں سے کبر علی ایک رکن ہیں) نظیر ہوگی جسکے حاصل کرنے میں ایک نئی روح بونکی جاگیگی۔

شیخ دستخط سر رابرٹ

سٹنٹ پی۔ وین انڈر سکرٹری سرکار ہند نے صاحب عالی شان بہادر احمد آباد دکن کی خدمت میں تبریلی تحریر مذکورہ بالا ذریعہ مراسلت ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء بدین مضمون لکھا کہ وہ آپ اس تحریر کو سرکار نظام کی خدمت میں پیش کر دیں گے اور میرا کبر علی کے قابل تعریف خدمات کی قدردانی جو سرکار ہند نے کی ہے اس سے انکو مطلع فرادینگے۔

بتاریخ ۲۲۔ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ کو مسٹر سائڈرس رزڈینٹ وقت نے نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم کی خدمت میں سر رابرٹ کا پیام پہنچا دیا۔ اس تحریر کا جواب نواب سر سالار جنگ بہادر نے بتاریخ ۱۱۔ رجب ۱۳۵۴ھ ہجری کو حسب مندرجہ ذیل دیا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرا کبر علی کے خدمات و اطاعت گزاری کی گورنمنٹ ہند نے قدر کی ہے چونکہ دولوں سرکاروں کے اعراض یکساں ہیں محکوم یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت اسکے ستنے سے نہایت خوش ہونگے لہذا میں نے اعلیٰ حضرت کو

انکے خدمات کا اظہار کیا وہ میر اکبر علی کے قابل قدر خدمات کو انکر بیت خوش ہوئے۔ چونکہ میر اکبر علی بھائی  
 دکن سے ہے اور سکودہ دوسرے ممالک کے عادات اطوار سے وقفیت نہیں رکھتی لہذا یہ بات قابل  
 تعریف ہے کہ اوس نے ایک غیر ملک میں جا کر انہم اور اطمینان بخش فرائض ادا کئے۔ چونکہ دونوں  
 سرکار کے ایک ہی غرض ہیں لہذا میر اکبر علی نے اپنی اس عمدہ کارروائی اور کامیابی سے  
 نہایت ہی مغفوز کیا فقط شرح و تخط سالار جنگ اولی  
 ملک حبش چوڑے سے پہلے میر اکبر علی کے متعلق عام حکم صادر ہوا تھا جس کا  
 اقتباس درج ذیل ہے۔

حکم ہر اکسنسی سپاہ سالار

دفتر جٹ جبل صدر کیا مپ زو لا - ۳۰ - جون ۱۸۶۸ء

میر اکبر علی ہاشمہ حیدر آباد دکن نے اپنے کو سرکار انگریزی کی جانب سے عارضی  
 طور پر ہم حبش کے خدمات ادا کرنے کی استعدادی ظاہر کی جس پر اوسکی حب خواہش فوج  
 کے جاسوسوں میں مقرر کیا گیا۔ ختم نم کے بعد انکے حسب انتشار سرکار انگریزی نے  
 انکو ملازمت سے مستعفی ہونے کی اجازت دی ہو پینچنے کے بعد دے دی لہذا  
 ہر اکسنسی سپاہ سالار میر اکبر علی کے قابل قدر خدمات پر (جو اس نے سابقہ ہم میں  
 مختلف طور پر انجام دیا ہے) اظہار خوشنودی کرتے ہیں جسکے صلہ میں میر اکبر علی کو  
 سرکار انگریزی سے ہم حبش کا تمغہ ملا اور بتاریخ پہلی شوال ۱۲۹۶ھ مطابق ۵ -

جنوری ۱۸۷۹ء اعلیٰ حضرت افضل الدولہ بہادر نے میر اکبر علی کو خان بہادر کا خطاب  
 سرفراز فرمایا اور ماہ آذر ۱۲۹۲ھ تک جاگیر خیالی محاصلہ

کی عطا کی گئی ان کے معقول اور عمدہ خدمات کے صلہ میں ملکہ و کٹور بیٹے

سی۔ یس۔ آئی کا خطاب عطا فرمایا فقط

شیخ و تخط کرنل فریڈنگر ڈپٹی

رجنٹ جنرل اسے ڈپٹی فورسن

دو سال کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا نے سرسار لاہنگ بہادر کو لکھا کہ انڈین  
سکرٹری میر اکبر علی کو باہمتی سرڈگلاس فارسیٹ مشن یارقند کے لئے حیدر آباد اسٹیشن  
روانہ کر کے گی یا کیا؟ فوراً سرسار لاہنگ بہادر مرحوم نے انکی استمذا قبول کر لی اور  
میر اکبر علی خان کو روانہ کر دیا۔ مشن یارقند کی وجہ یہ ہوئی کہ ۱۸۶۹ء میں کاشش  
بیگی سے ایک سفیر کلکتہ میں داخل ہوا کہ گورنمنٹ انگریزی سے اس امر کا اظہار کیا  
کہ ہماری گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے کہ ایک برٹش آفیسر نامیق غازی کے دربار  
میں میرے ہمراہ روانہ فرمایا جائے۔

برٹش گورنمنٹ سے مسٹر فارسٹ کا انتخاب ہوا وہ میر اکبر علی کے روانہ کر دیے  
گئے۔ ابھی اٹارنر سگری ہی میں تھے کہ کلکتہ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ یارقند میں نشان  
بغادت قائم ہوا ہے اس لئے گورنمنٹ انگریزی نے فارسٹ کو حکم دیا کہ پہلے وہاں  
کے کما حقہ حالات دریافت کر لئے جائیں جب تک وہاں اچھی طرح امن نہ قائم  
ہو لے ترک سفر کر دیں۔ اور ہندوستان واپس چلے آئیں۔ راستہ میں ان  
لوگوں کو سبب سارے مشکلات کا سامنا ہوا خصوصاً حالات یارقند کے دریافت  
و انتظار میں جو کچھ موجودہ رسد انکے پاس تھا وہ قریب الاحتتام تھا اور وہ ایک  
دو روز سے زیادہ وہاں کس طرح ٹھہر رہے تھے۔ کیونکہ زیادہ اقامت سے  
فرج کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو رہا تھا۔ ضروری سامان اور جانور مسٹر فارسٹ نے

اپنے ہمراہ لے لئے تھے اور باقی کمیپ کا اسباب میرا کبر علی کے تفویض کر دیا گیا تھا۔  
مسٹر فارسٹ نے دفتری حیثیت سے میرا کبر علی کا شکریہ ادا کیا تھا۔

۱۸۷۷ء میں جب وقت میرا کبر علی بارادہ سفر حیدر آباد سے روانہ ہوئے تھے انکی  
عدم موجودگی میں بعض حاسدوں کو موقع ملا انہوں نے بمبئی گزٹ میں ایک لکھڑ اور  
بے اصل مضمون شائع کر دیا کہ ”میرا کبر علی جلا وطن کئے گئے۔“

اس پر میرا کبر علی خان نے نوٹس لی اور ایڈیٹر نے ان سے معافی جانسنے کے بعد  
اوس مضمون کی تردید کی تھی۔

۱۸۷۷ء میں مقامات کلکتہ - دہلی - آگرہ - کے دربارت شاہی میں  
میرا کبر علی خان موجود تھے۔ اور ۱۸۷۷ء میں وہ قیام گاہ (کیامپ آف اکلنسٹی  
بمقام دہلی وابتالہ ہمرالہ لارڈنیر شریک تھے۔

۱۸۷۷ء میں جنگ چین کا افواہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ مشہور ہو رہی  
تھی اوس وقت میرا کبر علی خان نے میدان جنگ میں بھجوائے جانے کے متعلق  
اپنی خواہش برٹش گورنمنٹ پر ظاہر کی جس پر لارڈنیر نے اودن کو حسب فیہل  
جواب دیا۔

ماہی ڈیرا کبر علی -

آپ کے مراسلہ مورخہ ۷- ماہ روان کے جواب میں مجھ کو لارڈنیر کی جانب  
سے یہ کہنے کا ارشاد ہوا ہے کہ فی الحال بنگالہ اور پنجاب سے چین کو فوج روانہ  
کرنے کا کوئی مسئلہ زیر غور نہیں ہے جیسا کہ آپ نے قیاس کیا ہے۔ مجھے  
یہ بھی کہنے کا حکم ہوا ہے کہ ہر اکلنسٹی کو ہمیشہ آپ کے خدمات جو ملک جیش

میں اپنے انجام دیا ہے یا درہنگے اور جب کبھی ایسا موقع آئے حسین آپکے خدمات کی ضرورت ہو تو لارڈ نیپر آپکے حسب مقتدرہ دکر کرنے میں مستعد ہیں اور ساتھ ہی اس امر کو بھی آپ جنال فرما سکتے ہیں کہ آپکے یوزریشن کے لحاظ کرتے آپ جیسے مستعد شخص کے لئے کوئی شغل تجویز کرنا کوئی جوٹی بات نہیں ہے۔ ایک غیر معمولی موقع پر بھی اسکا فائدہ مل سکتا ہے۔ لارڈ صاحب امیر کہتے ہیں کہ آپ صحیح و تندرست ہیں شیخ و خاندان جیسی میرا کر ڈی کا لگاؤ ہے۔ شمسہ امین میرا کبر علی خان نے گورنمنٹ ہند کو پیر و درخواست دی کہ وہ کسی بیرونی مقامات کے جنگ وغیرہ پر بھجوا دیے جائیں۔ جسکا جواب انکو حسب ذیل ملا۔

مقام شملہ ۳۔ جون ۱۸۵۷ء فارن ڈپارٹمنٹ پولیٹیکل

منجانب جی سی۔ ہلڈن۔ اسکوٹر منسٹر انڈر سکریٹری سرکار ہند۔ بخدمت اکبر علیخان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ حیدر آباد دکن۔ بجواب مراسلہ آجمناب نگارش ہے کہ گورنمنٹ ہند کسی چھ موقع پر آپکی خدمات کیلئے آپکو مدعو کریں گے۔ آپکے خدمات سابقہ گورنمنٹ ہند کو خوب یاد ہیں۔ شمسہ امین جبکہ برٹش گورنمنٹ سے اس کے ساتھ چھٹی پڑ شروع ہو رہی تھی

اسوقت بھی میرا کبر علی خان نے اپنی مستعدی ظاہر کی تھی اگر درحقیقت جنگ چھڑ جاتی تو ضرور ان کا انتخاب عمل میں آتا۔ جیسا کہ لارڈ نیپر نے اپنے سابقہ خط میں یاد دہانی کا وعدہ فرمایا تھا۔ ۱۸۵۷ء میں نواب سرسار جنگ بہادر نے اپنے داماد و ہمشیر زادہ نواب کرم الدولہ بہادر کو جنگ افغانستان میں بھجوائے جانیکل کوشش کی تھی لیکن پہلوانوں نے اپنے اس ارادہ کو فسخ کر دیا اور بجائے کرم الدولہ بہادر کے میرا کبر علیخان کا انتخاب کیا گیا۔

میرا کبر علیخان کی جان نشاری نے برٹش تخت کی وفاداری میں اب تک کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا فوراً مشن قابل پر بھجوانے کیلئے انہوں نے لارڈ رابرٹس کی خدمت میں

بذریعہ درخواست مستعدی ظاہر کی اور اپنی درخواست میں بالتصریح یہ بتلادیا کہ ”میں صرف ایک آفیسر کی ماتحتی میں اپنی خدمات انجام دینا چاہتا ہوں جس سے مجھے اتحاد اور ایک زمانہ کا تجربہ ہے۔ برٹش انڈیا سے یہ مرکز میری خواہش نہیں ہے کہ وہ کسی معاوضہ یا پنشن یا خاندانی منصب کو مجھے یا میرے مرئی کے بعد دے۔ میں گورنمنٹ ہند کی خدمت کو اپنے لئے فرض عین سمجھتا ہوں۔ اور ہر وقت میں اپنی سچی جان نثاری کا ثبوت دینے پر آمادہ و منتظر ہوں۔ جس کا جواب لارڈ رابنسن نے میرا کہ علیخان کو دیا کہ ”ہم بخوشی آپ کے لئے لینگے۔ ابھی اس مادہ میں کچھ بھی فیصلہ نہیں ہوا اگر تصفیہ ہو جائے تو آپ کو مطلع کریں گے۔“

تین قیام حیدر آباد میرا کبر علی خان کو نواب مدار المہام بہادر نے صدر حلقہ داری پر جانے کے لئے بہت مجبور کیا تھا۔ اسکے قطع نظر اور دوسری معقول خدمات پر ترقی دینے کی امید بھی دلائی۔ لیکن میرا کبر علی خان نے ان سب کو نامنظور کیا اور بجا سے ان خدمات کے ادنون نے ایک تنقل معتمدی کی خواہش کی جس کی تصدیق بلا حلفہ تحریر نواب محسن الملک بہادر سابق مستند پولیٹیکل فنانس سے ہو سکتی ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے

تحریر مولوی محمد علی علیخان معتمد پولیٹیکل فنانس حیدر آباد دکن

میرے معزز دوست میرا کبر علیخان بہادر سی۔ ایس۔ آئی مجھے کل آپ کا رقعہ ہمدست ہوا اسکے جواب میں تمام واقعات بالتفصیل لکھنا چاہتا ہوں۔ نواب کرم الدولہ بہادر صدر المہام مالگزار نے نے سفر انگلستان سے واپس ہونے کے بعد بمقام میسجی مجھے ایک دفتر فرمایا تاکہ فی الحال میرا کبر علیخان

کا انتخاب سمت شمالی و مغربی کے صدر تعلقہ داری پر ہوا ہے جسوقت وہ جائیداد خالی ہو مجھے اسکی یاد دہی کیجئے۔

مجھے ہی اسکے اظہار کرنے میں کسی طرح تاہل نہیں ہے کہ ایک وقت وزیر سابق سرسالا جنگ بہادر نے وعدہ ایفائی کے خیال کرتا صاحب رزٹنٹ کو لکھا کہ میں میرا کر علیخان کو صدر تعلقہ دار بنانا چاہتا ہوں مگر چونکہ آپ کو کسی خدمت معتمدی کی خواہش تھی اس لئے آپ نے نامنظور کیا لہذا حسب رائے دارالمہام بہادر آپ کی حسب خواہش خدمت معتمدی دلانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہے گا اگر معتمدی کی خدمت خالی نہ تو ایسی حالت میں آپ سمجھ لیتا چاہیے کہ آپ کے لئے صدر تعلقہ داری رکھی ہوئی ہے جسوقت اصلاح تقررات کا مسئلہ زیر غور آئے آپ کے لئے چند مرتبہ دارالمہام بہادر کو یاد دہی کی گئی اور وقت کوئی مناسب خدمت خالی ہونے سے مجلس انعام کی ایک جگہ دوسری خدمت معتمدی صدر المہامی پولیس آپ کی عمدہ خدمات کے صلہ میں عطا ہوئی تھی مگر آپ نے دو نون خدمات سے انکار کر دیا۔ سفر انگلستان میں نواب سرسالا جنگ بہادر کا یہ خیال تھا کہ محکمہ متفرق کی معتمدی کے لئے آپ کے کما جائے گو اس ضمن میں دستور رستم جی کا یہی نام بیان کیا گیا تھا چونکہ آپ زیادہ تجربہ کار اور منظم شخص ہیں اسکے کل واقعات ہمارا چشمہ شکار کے ملاحظہ میں پیش کئے گئے انہوں نے معتمدی پولیس پر آپ ہی کا انتخاب کیا ابھی جدید تخته تقررات میں عمل ہوتے نہیں پایا تھا کہ ہزارکلسنی نے اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیا کہ تاوقتیکہ کوئی مستقل معتمدی خالی نہ ہو آپ کو مجلس قوانین میں جو زیر ترتیب ہے کوئی جگہ نہ بچائے اس مجلس کے ایک رکن سرٹریو رہی تھے



مگر بد قسمتی سے ہذا کلسنی کی موت نے آپ کو اس تجویز سے محروم رکھا سابق  
مدارالعلماء بہادر کا یہ منشا تھا کہ ریاست حیدر آباد کے اعلیٰ ترین خدمت پر آپ کا تقرر کیا جائے  
اگر تختہ جدید کا عمل ہو جاتا تو ضرور آپ کا میاں ہو جاتے جب قدر میرا ذاتی علم اور کچھ راسخ  
تھی وہ آپ پر ظاہر کر دی گئی ہے اور میں اب تک اسی پر قائم ہوں۔ مگر فی الحال اقتدار  
ہمارا چہ پیشہ کار کے ہاتھ میں ہیں فقط مرقوم ۱۶۔ سوال نمبر ۱۳۱۵

شرح دستخط

مہدی علی



## باب نوان

عطاءے خدمت خطابات غیر میر اکبر علی خان



اعلیٰ حضرت افضل الدولہ بہادر کی یہ خواہش تھی کہ میر اکبر علی خان کو ایک جاگیر اور جنگ کا خطاب مقرر کیا جائے قبل اسکے کہ وہ اپنی خواہش کو پورا فرماتے قضاے الہی نے آپ جام حیات لبریز کر دیا تھا جو وقت اعلیٰ حضرت کو لارڈ برین نے تخت سلطنت پر جلوہ گر فرمایا اعلیٰ حضرت صغیر سن تھے اس سلسلہ سے میر اکبر علی خان کو جنگ کا خطاب عنایت نہوسکا۔

۱۸۸۸ء میں اعلیٰ حضرت ہنگ کان عالی جشن نوروز کے موقع پر میر اکبر علی خان کو اکبر جنگ کا خطاب سفارز فرما کر ادن کو عائدین حیدر آباد میں شریک کر لیا گیا اور اس لقب کے ساتھ ان کو اعزازی طور پر منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار اور علم کی اجازت ہوئی۔

۱۸۹۳ء میں اکبر جنگ بہادر کو تو ال شہر مقرر ہوئے چونکہ ادن کو حیدر آباد کے اندر دینی چال باز یوں کا بہت بڑا تجربہ حاصل ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے عہدہ کو تو ال کو مجبوراً اس شرط کے ساتھ قبول کر لیا کہ کو تو الی اضلاع سرکار عالی کا انتظام ہی کو تو ال بلدہ کے سپرد کر دیا جائے اور کو تو ال بلدہ بعض اسکے کہ وہ معین المسام کو تو ال کا ماتحت ہو مدار المسام سرکار عالی کی ماتحتی میں اپنی خدمات



تصویر نواب اکبر جنگ بہادر بوقت بدائی عہد کوتوالی

1

2

3

انجام دے۔ اکبر جنگ کے مذکورہ بالا شروط کو اعلمحضرت نے منظور فرمایا اور اسکی  
جریدہ میں تشہیر کی گئی۔

۱۵۵۷ء میں نواب سر آسمان جاہ بہادر مرحوم ہمارا الہام وقتت نے بنسویں شروط  
مذکورہ کو تو ال شہر کو بالکل معین الماسام پوس کا ماتحت کر دیا۔ گو اکبر جنگ بہادر کو اس  
سے اختلاف رہا بالآخر آسمان جاہ بہادر نے جریدہ اعلامیہ میں اپنی سابقہ تجویز کی  
تعمیل کا حکم دیدیا۔



## باب دسواں

### اکبر جنگ بہادر پر بعض اخبارات کے حوالے



مستمال ویل رزیڈنٹ حیدر آباد اپنی یادداشت مورخہ ۲ اگست ۱۸۸۹ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”کشنر پولس کا ایک بہت بڑا مشکل اور اہم کام ہے جو اکبر جنگ کے تفویض کیا گیا ہے۔ شہر حیدر آباد میں شریوگوں کا کثیر منہج اپنے کو مادہ فساد بنار کہا ہے اور یہ لوگ ضرورت سے زیادہ بے پرواہ ہیں کشنر پولس کو اپنا مفوضہ کام انجام دینے اور عام طور پر امن قائم رکھنے کے لئے گورنمنٹ سے ابھی تائید ملنی چاہیے اور ان کو اس امر کا بھی اختیار حاصل رہے کہ وہ اپنے ماتحتین کا خود انتخاب کر لیں۔“

اکبر جنگ بہادر کے دشمنوں نے انکے ساتھ اپنی خصومت بڑھانا شروع کی ہندوستان کے پولیس عام میں ان پر بہت سارے سخت کئے گئے چٹاپے میسٹی اخبار کا نام نگار شاتارام مزاین نے اکبر جنگ بہادر کے حالات پر لغو اور بے اصل قلم زسائی کی تھی جسکی تردید کرنل مارشل پریوٹ سکریٹری علیحضرت نے کی اور ان کو اس اتمام سے بالکل بری کرادیا کرنل مارشل نے اکبر جنگ بہادر کو یقین دلایا کہ ”اعلیٰ حضرت اور صاحب رزیڈنٹ یہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ اپنے فرائض منصبی کو نہایت مشکل مواقع پر اچھی طرح انجام دیتے رہے۔“

اسکے بعد بھی اکبر جنگ بہادر پر اخبارات میں متواتر حملے ہوتے رہے۔ آخر کار  
 اکبر جنگ نے شہداء میں تبادلہ خدمت کی درخواست پیش کر دی جس پر کرنل  
 مارشل پرپوٹ سکرٹری نے اپنے خط مورخہ ۳ - مارچ ۱۸۸۷ء میں اکبر جنگ بہادر  
 کو لکھا کہ ”علی حضرت آپ کے کام سے بہت خوش ہیں جب تک آپ محنت  
 وفاداری کے ساتھ کوتوالی کے مشکل فرائض کو انجام دین گے (جس میں آپ کی  
 دلچسپی اور انصاف رہے گا) علی حضرت کبھی آپ سے ناراض نہ ہونگے۔“



# باب گیارہواں

## اکبر جنگ کا ایک مقدمہ میں بری ہوا



اکبر جنگ بہادر اپنی جان تو در محنت کی وجہ سے طبقہ امرا و معززین میں لائق تعریف مانے جاتے تھے ان کی وقعت و عظمت بڑھانے والے نہ صرف ان کے ہمیشہ بہادر نامے تھے بلکہ یہ بخوبی کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں حد و بغض کے تیرا دن کو کسی طرح نقصان پہنچانیں سکتے تھے اور یہ شاہی عنایات کے محافظت میں نہایت اطمینان کے ساتھ دشمنوں کی اداں کل کوششوں کو کالعدم کر سکتے تھے جو ان کے اعلیٰ ترین رتبہ گو گوہر نہ پہنچانے کے سماعی تھے مگر اکبر جنگ بہادر کی بلینا قبالی کی کوئی انتہا نہ تھی جہاں حد پہنچا نہ کر سکے علیٰ ہذا اوس تک یہی کوئی انتہا نہ تھی جہاں وہ نزول نہ کر سکے اکبر جنگ بہادر کے متعلق چند خلاف تجاویز غایبانہ طور پر عمل میں لائی گئی تھیں گو باوجودی نظر بہ تجاویز ان کی اعلیٰ جرات اور روش و مافی کی منظر میں اور یہ کسی ہتبر اور موندن کو پہنچ پر ہی موضوع ہو سکتی ہیں۔ کرنل لڈلوئی آئی آئی ناظم کو تو الی اضلاع نے ایک ایسی لغو اور بے بنیاد تجویز کو صل کر دی جس سے لڑا سپہ سوار آسمان جاہ بہادر کو غلط فہمی پہنچ چکی تھی سر آسمان جاہ بہادر نے کل کا غذا نصیبہ کے لئے رزٹڈٹ صاحب کے پاس پیش کر دیا مٹرسٹونس مجسٹریٹ رزٹڈٹنس نے پیش شدہ کا غذا



دیکھنے کے بعد حسب ذیل فیصلہ کیا۔

## فیصلہ

یہ بالکل عجیب مقدمہ ہے اور زمرہ مخاطبین کی نہایت زندہ تمثیل کا مظہر ہے حیدر آباد کے سرکاری اور غیر سرکاری دنیا کے خراب حالات کا منظر پیدا کر دیتا ہے ایک وقت کو تو ال پر ایسے الزام کی تجویز کی جاتی اور اسکا متواتر ہمہ اشکال میں نظر آنا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے معاملہ یہ ہے کہ ایسا اتمام آغاز کیونکر ہوا اور مین خایف ہوں کہ وہ گپ سمجھ لینے کے لئے ہی باقی رہ گیا غالباً اتمام اولاً عمداً اور خصوصاً باندھا گیا ہو گا یا یہ کہ وہ بالکل چار مینار کی خبر ہوگی بغیر کسی پائے حقیقت کے بطور گپ اور بی ہوگی یا کسی کی بنائی ہوگی دونوں طرح سے کو تو ال اور ادن کے عہدہ داران بالا کے مابین عدم اتحاد کا موقع دیا ہو گا اور ادن کے بالا دستوں نے پہلے اسکی تجویز کی ہوگی اور شاید یہی ہو گا کہ کو تو ال صاحب کے خیالات اونکے بالا افسروں کے موافق نہ ہوئے ہوں تو اونکی عدم توجہی نے یہ بات پیدا کر دی ہوگی اس لئے کہ ایسے مواقع پر کو تو ال صاحب کی نکتہ چینیاں بعض مقدمات میں بالکل بے خوف ہو کر کرتی تھیں اگر وہ ایسا ہی ہے تو کو تو ال نے جب قدر رحمت اور تشویش اس کارروائی میں اٹھائی ہے انکے لئے بہت زیادہ کہنے کی ضرورت نہوگی ہوا اسکے کہہ دینا اس بازمین ضرور احتیاط کو کام میں لائیں گے۔

فیصلہ مذکورہ بالا کی اطلاع نواب اکبر جنگ بہادر کو دینے کے بعد نواب سر اسٹارنگ بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ مجھے اس بات سے بے حد خوشی ہوئی کہ جس مقدمہ کے

دریافت کا مین نے مجبوراً حکم دیا تھا وہ اکبر جنگ بہادر کے مفید ثابت ہوا یعنی نواب اکبر جنگ بہادر کی کارگزاری پر کسی طرح بدنامی نہ آنے پائے جس کا محکوم پہلے ہی سے یقین تھا۔

کرنل لڈلو کو اس امر کی اطلاع دی گئی کہ آپ کے خیالات کے موافق سٹر سٹونس سٹریٹ پر گئے جو فیصلہ کیا ہے انکی تحقیقات سے مقدمہ کی کچھ بھی حلیت نہیں پائی جاتی۔ اکبر جنگ بہادر کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ سراسر لغو اور ایک شریر جماعت کی افتراء پر دازی کا باعث ہے۔

اگر نواب اکبر جنگ بہادر اپنے مشکل فرائض کے انجام دہی میں پہلو تہی کرتے تو ان پر کبھی یہ الزامات نہ قائم کئے جاتے جس میں ان کو کوتاہ اندیشی وغیرہ قرار دیا گیا تھا۔ انہوں نے جس قدر اپنی پالیسی کو بنا رکھا تھا اسی قدر ملک کے لئے مفید نتیجے مترتب ہو رہے تھے نواب سر آسان جاہ بہادر مرحوم دارالمہام قوت نے یہ سمجھ لیا تھا کہ نواب اکبر جنگ بہادر نے اپنے بالادست عمدہ داروئی اخلاص سے اس میں جو نکتہ چینی کا طریقہ اختیار کیا وہ بالکل درست تھا۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ تمام لوگوں میں نواب اکبر جنگ بہادر کے بالواسطہ تعلقات تھے انہوں نے اپنے فرائض کو جس شکل میں واقع پر انجام دیا تھا وہ غور کرنے کے بعد نہایت کٹھن اور دشوار معلوم ہونگے۔ اگر کوئی دوسرا شخص اکبر جنگ کے یوزر میں رکھ کر غیر شفی بخش حالات میں بیٹا تو وہ بجائے سخت اور ضروری احکام نافذ کرنے کے حیران و شستہ رہ جاتا۔ نواب اکبر جنگ بہادر کا ایک ہی اصول تھا کہ پرنس انڈیا اور سرکار عالی میں انہوں نے اپنے فرائض منصبی کو ایمانداری اور بے تعصبی کے ساتھ انجام دیا اور ہر جگہ اپنی کارگزاری

کی ایک عمدہ کیفیت پیش کرتے رہے۔

## بارہوان باب

ایک مشہور ڈاکو کی گرفتاری پر اعلیٰ حضرت ہنگال

کا اظہار خوشنودی

ریاست سیور کا خراجچی مسمیٰ سیور او بہت بڑی رقم غبن کرنے کے بعد وہاں سے  
یکایک فرار ہو گیا تھا اسکی تلاش اور گرفتاری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا گیا  
تھا وہ ایک مدت تک کسی شخص کے ہاتھ گرفتار نہوا اسکی گرفتاری زیادہ تر اس وجہ  
سے محال سمجھی جاتی تھی کہ یہ شخص اکثر شمول اور باثر لوگوں کے زیر حمایت تھا  
لیکن نواب اکبر جنگ بہادر جیسے بہادر و دانا شخص کے ہاتھ سے اس کا  
بچ بھگنا بالکل ناممکن تھا۔ انہوں نے اسکی گرفتاری کے تدابیر سوچ کر کئے  
تھے۔ جہاں سیور او پناہ گزین تھا ہر روز اس کے حالات اکبر جنگ بہادر کو  
معلوم ہوا کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے بذات خود تبدیل ہئیت کر کے  
اسکو گرفتار کر لیا۔ اور بتاریخ ۱۲۔ جمادی الاول سن ۱۱۷۷ ہجری کو نواب سلاار  
جنگ بہادر اول نے اعلیٰ حضرت حضور نظام پر نواب اکبر جنگ بہادر کی لیاقت اور  
ہوشیاری کا اظہار کیا نواب اکبر جنگ بہادر کو انکی اعلیٰ لیاقت کے صلہ میں نواب

سلا جنگ بہادر نے ڈنر کے موقع پر اپنی خاص تلوار عنایت فرمائی اور اوس  
تلوار کو بہت خود نواب اکبر جنگ بہادر کی کمین باندھی۔ اور ایک رات تلوار تھپی  
اوس وقت تلوار بطور انعام مرحمت فرمایا تھا۔

برہنہ عرضی نواب سلا جنگ بہادر مرحوم اولی بتاریخ ۶۔ جادی الثانی ۱۲۳۵ھ  
حسب ذیل فرمان واجب الاذعان اعلیٰ حضرت بندگالغالی صادر ہوا۔

”نواب اکبر جنگ بہادر نے اس مقدمہ کی سرخ رسانی اور مشہور ڈاکو کی گرفتار  
مین جو حصہ لیا ہے مع دوسری خدمات کے انکو تشفی دیجائے۔ مین انکو اس کے  
صلہ مین بدست خود ایک شمشیر اور تھن دوں گا“

اعلیٰ حضرت کی اس جو صلا فرمائی نے نواب اکبر جنگ بہادر کے دل مین بہت  
وجہ انروی کے تخم ہو یے تھے اونہون نے بلا استقلال اپنے کارہائے مفوضہ  
کو استقدر چکایا کہ دن بدن اوس مین رونق بڑھنے لگی۔ اور بہت جلد کوئالی کے  
اہم اور ذمہ دارانہ فرائض کو برٹش انڈیا کے ہم شل بنادیا۔ اکبر جنگ بہادر کی  
ہمت اور جو صلے پڑانے والی اعلیٰ حضرت کی قدردانی اور فیاض دل تھی۔ اس سے  
بڑھ کر نواب اکبر جنگ بہادر کی قدردانی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت قوی شوکت  
نے نواب اکبر جنگ بہادر کو مختلف مواقع پر اپنی چار تلوار مین سرفراز فرمائی تھیں



## تیرہواں باب

نواب اکبر خجک بھادور کی کارگزاریوں پر دارالہماں وقت کا

اظہار مسرت

اکبر خجک بھادور کے نام نواب لائق علی خان بھادور سردار جنگ ثانی نے ایک مراسلہ لکھا تھا جس کا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔

”مجھ کو آپ کی لیاقت دیانت محنت - وفاداری کا اعتراف ہے مجھے اکثر مواقع پر آپ کے مفوضہ کام کو بخور سے دیکھنے کا اتفاق ہوا آپ نے بخیال تحفظ عزت گوشت اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا ہے آپ کے انتظام پولیس کا مقابلہ کسی دوسرے آفیسر سے ناممکن ہے جسوقت آپ نے کوتوالی کا جائزہ لیا اوس وقت پولیس کی حالت بہت ہی نازک تھی آپ نے اس میں جو جو نمایاں ترقی کی ہیں وہ بالکل ظاہر ہیں۔ اگر آپ اس عہدے پر مامور نہ کئے جاتے تو ایسی ترقی کبھی ممکن نہ تھی۔ آپ کی محنت - دیانت - وفاداری و اطاعت گزاری کی تعریف امکان سے باہر ہے مجھ کو کامل یقین ہے کہ سرکار عالی بہت جلد آپ کے لائق خدمات کا صلہ دے گی شہر اور اضلاع میں آپ کی محافظت کی وجہ سے آرام اور امن پھیلنا جائیگا۔“

جس وقت مسٹر ہوڈن حیدر آباد تشریف لائے نواب سر اسامہ بھادور مرحوم

نے نواب اکبر جنگ بہادر کو مسٹر موصوف سے جن الفاظ کے ساتھ  
انٹرویو کر لیا وہ مجسہ درج ذیل ہیں۔

”آپ کو نواب اکبر جنگ بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کو تو ال شہر حیدر آباد سے  
انٹرویو کرنے میں مجھے بھروسہ ہوگی یہ ایک ایسے آفیسر ہیں کہ جکے  
مشہور کارناموں کو غالباً آپ نے ہی سنا ہوگا۔ اپنے مشکل اور ذمہ دارانہ  
فرائض کو باطمینان کلی انجام دیتے ہیں یقین کرتا ہوں کہ آپ ان کو دیکھ کر میت  
خوش ہو گئے۔“

ہنر ایل جنیس ڈپوک آف کنات کی سواری جس وقت حیدر آباد آئی  
اُس وقت ریزیڈنسی سے حکم ذیل صادر ہوا۔

سورہ ۲۱۔ جون ۱۸۸۹ء

”نواب اکبر جنگ بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ کو تو ال شہر حیدر آباد  
تمام بیک مواقع پر ہنر ایل جنیس گاڑی کے ہمراہ رکاب نشین کئے جاتے ہیں  
جکو اس کے قبل بھی پرنس البرٹ وکٹر ستونی کی تشریف آوری کے وقت  
اس طرح کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔“

نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم کی حسن کارگزاری کے متعلق سرکار سے وقتاً  
وقتاً اظہارات خوشنودی ہوتے رہے۔ اور احکامات سرکار کا اقتباس  
درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ریکارڈس نواب سر آسمانجاہ بہادر مرحوم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اے مدارالسام کا حالی  
جو پورٹ پولیس ۱۲۹۹ء

ہذا کلسنی مدارالسام بہادر خاص طور پر نواب اکبر جنگ بہادری - بس - آئی  
کو نوال شہر کی دلچسپی اطاعت و محنت جو انہوں نے اپنے اہم فرائض کے  
ادا کرنے میں ظاہر کیا ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ ایک اطمینان بخش سرکار  
وزیر اعلیٰ حضرت کے لئے ہے۔

ریار کس منجانب نواب سرور قارا لادر بہادر مرحوم - کے - سی - آئی - ای مدارالسام  
سرکار عالی

برپورٹ پولیس سٹیشن ۱۲۰۲ فصلی -

ہذا کلسنی نواب مدارالسام بہادر برپورٹ کے ملاحظہ سے یہ بات اخذ  
کرتے ہیں کہ پولیس کے عمدہ نتائج اور اسکی اعلیٰ درجہ کی کامیابی نواب  
اکبر جنگ بہادر کی نمایاں لیاقت کا باعث ہے جو انہوں نے اپنے اہم فرائض  
کے انجام دی میں ظاہر کئے ہیں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک ایسے عمدہ دار کی نسبت جس نے ہر ایک  
وزیر اعظم کی جانب سے تعریفی کلمات سن چکے ہیں - اور اپنے پادشاہ و بکاہ  
سے استقدر تحائف حاصل کرنے کی عزت بھی حاصل کی ہو اور اس نے اپنے  
کارنامے مفوضہ کو نمک حلائی کے ساتھ انجام دیا ہو یا نہ ہو ہمیشہ سازشوں کا  
شکار بنا رہا - اکبر جنگ بہادر کے مخالفین کا یہ قول تھا کہ ”وہ بالکل سادہ معال  
آزاد رہا - اور سچ کو سچ بچار نے میں ہمہ تن تیار تھے“

اکبر جنگ بہادر جو کچھ کہتے تھے کہ وہ فطرتاً سخت اور بے رحم  
نہیں تھے جو کچھ عمدہ داران سرکار عالی اپنے ناجائز افعال ان کے عتاب میں

گر گزرتے تھے۔ ایسی وجہ سے بعض اوقات انکی متحمل طبیعت اور صلح پسند  
 طریقہ اپنے کو بالائے طاق رکھنے پر مجبور کرتا۔ اکثر مواقع پر لارڈ ڈنپر جیسے مدبر  
 شخص نے بھی اکبر جنگ بہادر کی مستقل مزاجی کا اعتراف کیا ہے۔ نواب  
 اکبر جنگ بہادر دو سکے تمام عمدہ داروں سے بیڑھ کر نفرت سے دیکھے  
 جاتے تھے یہی ایک وجہ انکے دشمنوں کے حسد و بغض کی پائی جاتی ہے۔  
 جسوقت کرنل لڈلو کو توالی اضلاع سے رخصت ہوئے اعلیٰ حضرت نے  
 قطعی طور پر فیصلہ کر دیا تھا کہ ناظم کو توالی ضلع امرکار عالی نواب اکبر جنگ بہادر مقرر  
 ملاحظہ ہوں ان واجب الاذعان اعلیٰ حضرت قدرت بندگان متعالیٰ مظلہ العالی  
 چونکہ نواب اکبر جنگ بہادر سے بڑھ کر لیاقت کا آدمی جائدا و مایہ طلب ناظم کو توالی  
 اضلاع کے لئے ملنا مشکل ہے بلحاظ اس امر کے کہ انکی اطاعت گزاری اور  
 اپنے فرائض منصبی سے لچسپی و انتظامی لیاقت ان میں موجود ہے جائداد  
 مایہ طلب پر باضافہ ماہواران کا تقرر کیا جائے انہوں نے اپنے خدمات جس  
 طریقہ سے انجام دیا ہے وہ قابل تعریف اور لائق پسندیدہ ہیں“  
 مگر رزٹینٹ صاحب بہادر کے اسطرح سمجھانے پر کہ ”اس خدمت پر پورین شخص کا  
 تقرر ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہر وقت عمدہ داران علاقہ انگریزی سے اسکا تعلق  
 رہتا ہے لہذا ایسے شخص کا انتخاب مفید اور بجا آمد ہو گا جو یورپین ہو“  
 رزٹینٹ صاحب نے اعلیٰ حضرت کے اس ارادہ کو منسوخ کرنے پر مجبور کیا اس  
 لئے مسٹری۔ سی۔ ہنکن۔ سی۔ آئی۔ ائی کا تقرر سٹریٹو کی جگہ کیا گیا۔



## چودھوان باب

اکبر جنگ کو برٹش انڈیا اور سرکار عالی سے عطا خطابات



اکبر جنگ بہادر کو پلٹیکل عدالت اور فوجی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں برٹش انڈیا سے ستارہ ہند کا لقب عطا کیا گیا تھا۔ اسٹار آف انڈیا کا تمغہ تیار خ ۲۔ جون ۱۸۶۹ء ملکہ وکٹوریہ کی بیسیویں سالہ حکمرانی میں بل مورل کی اسل سے اکبر جنگ بہادر کو عنایت ہو اور وہ بمقام سکندر آباد میدان پریڈ میں تمام فوجی آفیسروں کے روبرو۔ اکبر جنگ کو پہنا یا گیا۔

تیار خ ۷۔ جمادی الاول ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۹۹ء اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے نواب اکبر جنگ بہادر کو اکبر الدولہ اکبر الملک کے خطابات مع اختیارات متعلقہ سرفراز فرمائے تھے۔



## پندرہواں باب

حیدر آباد کے قدیم و مشہور بدعاشوں کا قلع و قمع



شہر حیدر آباد کی اندرون و بیرون کی انتظامی حالت بالکل ناقص تھی یہاں  
قدیم زمانوں سے بھلوانوں کی تعلیموں کا ہر محلے میں وجود تھا ہر ایک تعلیم کا پیچھا  
گردہ قابض تھا اور ہر گروہ میں ایک سرگروہ رہا کرتا تھا۔ باہمی تعلیموں کے جھگڑے اور  
آپس کا اتفاق دن بدن ترقی کر رہا تھا۔ ہر سرگروہ کے شاگرد کثیر التعداد  
نظر آتے تھے۔ جھگڑوں میں ایک دوسرے کے ساتھ فوقیت  
رہا کرتی تھی ہر ایک جماعت والا اپنی جماعت ہونا لگیا کرتا تھا۔ اور اپنے مشہور  
سرگروہ کی شاگردی کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ ہر سرگروہ کی جماعت کا مقابلہ  
دوسری جماعت کے ساتھ کیا جاتا جب ایک دوسرے پر غالب آجاتے۔ تو  
غالب پارٹی مغلوب جماعت کی سخت مذمت کرتی تھی یہ لوگ ایک دوسرے  
کی ضرورت سے زیادہ مخالف اور دشمن جانی بن گئے تھے۔ ابتدائے معمولی  
چھوڑ چھوڑ کے بعد کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی۔ ان لوگوں کی ناگفتہ بہ  
حالات نے شہر حیدر آباد میں بالکل بد امنی پیدا دی تھی۔ یہ لوگ ہمیشہ بحالت  
بدستی شہر اترتے اور کشت و خون پیکر رہتے رہتے تھے۔ انکی سرکشی اور  
مغزوہ طبیعت نے پولیس مقامی کے ڈانٹ ڈپٹ کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔

ان لوگوں نے اپنے ادنیٰ ادنیٰ اشارہ پر سیکڑ دن گرتا ہر کرادے  
 اور ہزاروں عزت داروں کی عزت بڑی کی اس پر ہی ان لوگوں کو چین نہ بڑا اور اپنی  
 بد معاشی کی انتہا کر دی کہ بلا تعداد مان باپ کے پیارے خود سالہ بچوں کی تنہی  
 نہی جاتیں معمولی زیورات کے لالچ میں لے لگیں۔ ان لوگوں کی ٹکڑیاں  
 جابجا حیدر آباد میں کثرت سے موجود تھیں یہ لوگ خصوصاً عشرہ شریفین  
 دنگہ فساد کیا کرتے تھے اور شب برات کے دن کل پارٹیوں کے شریک  
 آتش بازی بنا کر ایک دوسری جماعت پر آتش بازی کے ڈھیلوں کا  
 ضرب کیا کرتے تھے اور پرے کے پرے ایک دوسرے حریف پر سخت  
 یورش کرتے جنکے مقامات یہ تھے۔

بیردن دروازہ یا قوت پورہ۔ ریگڑ۔ بیردن پُرناپل۔ شاہ گنج اندرون ملہ  
 ادموخت کی موجود پولیس اسکے انتظام میں سخت مجبور رہا کرتی تھی۔ اس زمانہ  
 میں جعفر مشہور جاعتوں کے سرغنہ تھے انکے نام حسب ذیل ہیں۔  
 چراغ علی عجبہ ششیخ۔ دھستور۔ بیان خان۔ اکبر عابد القادر۔  
 مفتاح۔ شہر بہنہ۔ حسین۔ چکریان۔ کریم خان۔ عبدالکریم۔ مبروک۔  
 مبروک کلان۔ قادر بیگ۔ علی برج۔ سمن برج۔ برق۔ مزدوق۔  
 اسماعیل۔ دیارام۔ جوگیا۔ عبداللہ۔ امان۔ فیروز۔ ناصر۔ پٹو۔  
 لدو۔ حیات چٹو۔ لقمان۔ گہرور۔ تجارتارام۔ ہزاروی۔ موتی سنگہ۔  
 تاج خان کلان۔ تاج خان خرد۔ یا قوت۔ سعد اللہ۔

اس زمانہ میں ایک اور جماعت بد معاشوں کی تھی جن کا طرز عمل یہ تھا کہ جب

کبھی ان کو کسی چیز کی خواہش ہوتی وہ بلا تامل کسی دوکاندار یا رہبر سے جبراً حاصل کر لیا کرتے تھے مجبوراً عزت دار شخص اپنی جان کے خوف سے جو کچھ پاس رہتا وہ ان بد معاشوں کو دے ڈالتا تھا یہ لوگ پہلے درجہ کے لیڈرے اور مشہور بد معاش تھے جنکے نام یہ ہیں۔

روشن خان - محمد خان - غالب صاحب - غوث محمد - یاسین صاحب  
فتاح - تاج خان - ایشور - عہود - عیوض چنگاری - سعد اللہ - بچا - شنکر -  
محمد عمر - ابراہیم خان -

حیدر آباد میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کسی مذہب شریف متمول شخص کو دیکھ کر خود ہی راستہ سے چمٹ چھاڑ شروع کرتے اور اپنے جسم پر فوری طور پر تلوار پشش قبض یا جمیہ کا زخم پہنچا کر کسی شریف آدمی کو یہ کہہ کر پکڑ لیا جاتا کہ اسی شخص نے ہمارے بچہ کو بچایا۔ اسی گروہ کے چند لوگ گواہ مقرر ہو جاتے اور باضابطہ عدالت میں استغاثہ رجوع کرنے کے بعد ادا سکے ثابت کرنے میں سرگرم رہتے تھے۔ آخر شب حسب حیثیت اوس سے رقم حاصل کی جاتی اور راضی نامہ پر فیصلہ کر لیا جاتا۔ اس گروہ کا سرگروہ ابراہیم خان دلدنور خان تھا اون بد معاشوں کے چال بازی اور افتراء پر دازیان قابل بیان ہیں جنکے حرکات و سکنات نے ملک میں ایک منسلکہ مچا رکھا تھا۔ یہ لوگ بظاہر نہایت مذہب معلوم دیتے تھے لیکن یہ پہلے درجہ کے غاصب بد گال ڈگلیٹ تھے جیسا ہی تو ان لوگوں کے بایں ہاتھ کا کرشمہ تھے اکثر متمول لوگ انکے دام فریب میں پھنس کر تباہ و برباد ہو چکے تھے۔ سرکاری محکمات میں رجوع ہو کر جھوٹ

شہادت پیش کرنا کسی شخص پر فرضی بہتان قائم کر دینا انکی ہمیشہ کی عادت تھی ان  
 میں سے بعض بد معاش جو کسی قدر مرفعالحال خیال کئے جاتے تھے جعلی دستاویزات  
 کی بنا پر کسی متمول ذمی عزت شخص کے نام عدالت متعلقہ میں باضابطہ دعوے  
 داخل کر دیتے اور مقدمہ با زری میں فریق ثانی کو سخت پریشانی اور زیر بار بی گناہی  
 پڑتی تھی ان مفسدین کو مقدمات کے نتیجہ اور غیر نتیجہ سے کچھ بحث نہ تھی بلکہ  
 فطرتاً ان میں بے شہادت کا وہ بہرا ہوا تھا۔ رات دن وہ انہیں معاملات میں  
 غلطان و بیچان رہا کرتے تھے۔ ان لوگوں کی جانب سے عدالت میں جو گواہ  
 پیش کئے جاتے وہ بھی ان سے دغا بازی۔ افترا پر داری میں کسی قدر کم نہ  
 تھے۔ چونکہ ان لوگوں کی فتنہ پر داریاں بالکل آزادانہ ہو ا کرتی تھیں اور بظاہر  
 پوشیدہ رہ کر اندرونی ہتکندے چلاتے تھے اس لئے پبلک کو انکے حالات  
 و حرکات کا علم بظاہر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان میں سے چند لوگ بالکل فقیرانہ و جو گیانہ  
 رنگ میں رہا کرتے تھے انکا روزانہ یہ کام تھا کہ جاگیر داروں اور منصب داروں  
 کو کمیہ کا سبزیلغ و کملا کر معتد بہ رقم حاصل کر لیتے۔ ان لوگوں میں تیسری  
 قسم کے بد معاش بھی موجود تھے جنہوں نے چند زر گردن کو ہوار کر لیا تھا  
 اور ترکیب یہی تھی کہ کسی نفرتی چیز پر نہایت صفائی کے ساتھ طلا مشکہ کر سا ہو گیا  
 کسی معتد و کانداز کے پاس رہن رکھوا دیتے اور طلائی چیز کی حیثیت سے  
 رقم حاصل کر لی جاتی تھی چونکہ ساہوکار لوگ حب دستور کوٹی پر گس لینے کے بعد  
 صرف سسری طور پر اطمینان کر لیا کرتے تھے وہ رہن شدہ چیز ایک مدت و راز  
 تک پڑی رہتی اکثر ساہوکار اور معتدرا شخاص ان بد معاشوں کے داؤ بیچ میں

آجکلے تھے۔ جسکے نام حسب ذیل ہیں۔ محمد عمر۔ عبدالمقدور۔ منوالال باچھاپانی  
پریشوتم کفشار سنگھ۔ سیلوپا۔ مہاشیر پرشاد۔ غلام حسین۔

حیدر آباد کن مین ایک دوسری جماعت جعل سازوں کی بھی تھی جسکی یہ عادت تھی کہ یہ لوگ  
اکثر اعزاز و شان سلف کے جعلی اسنادات بنا کر جاگیرداروں اور متمول لوگوں  
کی ملک و املاک پر اپنا ناجائز قبضہ کر لیا کرتے تھے جسوقت نواب اکبر جنگ بہادر  
نے ان سب بد معاشوں کو گرفتار کر لیا اور تفتیش شروع کی تو ان لوگوں کے  
پاس سے متعدد مواہیر راجہ چندو لعل و نیابت دیوانی و بہادر شاہ وغیرہ کے  
برآمد ہوئے ان بد معاشوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

وزیر الدین۔ چندا منور۔ سید محی الدین۔ عبدالغفار۔ کوثر علی۔ قربان علی۔  
جوالا پرشاد۔ بالکند۔ شرف الدین۔

جسوقت نواب اکبر جنگ بہادر کو تو ال شہر مقرر ہوئے انہوں نے وقت نظر  
و فراست صحیحہ کے ذریعہ سے اپنی مدبرانہ پالیسی کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ  
انجام دیا اور نہایت عملی سے ہر ایک بد معاش کو باسانی گرفتار کر لیا۔ اور سب سے پہلے  
جبقدر پارٹیوں کے مشہور سرگروہ کہلاتے تھے ان کو معقول سزائیں دلوئیں  
ہر محلہ کی تعلیم پھلانوں کے ورز ش خانے۔ توڑوا دیے گئے۔ بانی تعلیم متبہ  
کر لئے گئے اور مجمع خلافت قانون منتشر کر دیا گیا۔ جسکے بعد نہایت عسکری کے ساتھ  
بتدریج امن کو قائم فرمایا۔ اور ایسا سکھ جایا کہ رعایا سے حیدر آباد بڑے چین و آرام  
کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے لگے۔



باضابطہ عدالتوں میں حقوق کے تصفیے یہ سب اصطلاحات اعلیٰ حضرت کی توجہ اور اس کے نمک خوار ملازمین کی حسن کارگزاری کا باعث ہے۔

نواب اکبر جنگ بہادر کو اصلاح شر و فساد میں کسی مخالفت کا سامنا نہیں ہوا بلکہ خاص اغراض میں ان کو مقابلہ کرنا پڑا تھا وہ اغراض ایسے تھے جو قانون اور امن کے بالکل ہی خلاف پائے جاتے تھے نواب اکبر جنگ بہادر کو شہر حیدرآباد میں متعدد مستعد مخالفت کے منہ در منہ اسٹروٹس کرنا پڑتا تھا بعض اوقات یہ مخالفت بہت ہی سخت اور پر زور پارٹیوں کی جانب سے ہوا کرتی تھی۔

اکبر جنگ بہادر اندرون و بیرون بلدہ کے میونسپلٹی کے میئر مجلس تھے اس شہر میں ترتیب قوانین کے متعلق ایک کمیٹی کا انعقاد ہوا تھا جس میں اکبر جنگ بہادر نے قیامی اور قابل قدر مدد دی تھی۔ حیدرآباد میں یونانی حکمت کو رواج دینے جو مجلس قرار پالی تھی اوس میں بھی یہ ممبر تھے اور جاگیرداروں کی طرف سے لچھیلٹو کونسل میں اکبر جنگ بہادر کن بنائے گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ اس مجمع کے آفیشل ممبر مقرر ہوئے اکبر جنگ بہادر کے عہد میں جو قوانین بنائے گئے تھے وہ جاری کئے گئے نواب صاحب مرحوم نے ان قوانین کی تعمیل کرانے میں بڑی تیز فہمی اور عقلمندی کا پرتاؤ کیا یہ بہت مشکل امر تھا۔ لیکن انہوں نے باوجود سخت مخالفت کے احکام سرکار کی تعمیل کرا کے بازی لے گئے۔



## سترہواں باب

### سترل جیل میں قیدیوں کا ہنگامہ



حیدرآباد سترل جیل کے کل قیدی ایک دن بالکل بدل گئے تھے ان قیدیوں نے اپنے مسکونہ کوٹھن کو توڑ پھوڑ کر ایک دم فراری اور کشت و خون کا معصم ارادہ کر لیا تھا قیدیوں کو ابلیان مجلس کی جانب سے ہر طرح کی تفہیم دی گئی لیکن ان قیدیوں نے افسر مجلس کے کسی حکم کو نہیں مانا۔ حسب جیل کے اندر شوٹر غوغا مچانا شروع کر دیا۔ کسی سپاہی یا عہدہ دار جیل کی جرأت نہ تھی کہ اندر جا کر اس ہلوہ عظیم کا انسداد کرے۔ اس اثنا میں اکبر جنگ بہادر بھی موقع واردات پر پہنچ گئے۔ انہوں نے جاتے ہی پہلے مجلس کے اطراف جمعیت کا محاصرہ کر دیا اور چند جوانوں کو اپنے ہمراہ لے لیا گیا۔ اور ان سب کے ہاتھوں میں لاطین دے دی گئیں عقب مجلس کے دروازہ سے اکبر جنگ بہادر مع کپٹن فالن اندرون جیل داخل ہوئے ابھی یہ لوگ کسی قدر آگے بڑھے ہو گئے کہ تمام قیدیوں نے ان لوگوں پر سنگباری شروع کر دی۔ سب سے پہلے قیدیوں میں سے چند شیر اور تومی ہکل شیدیوں نے حملہ کیا اکثر جوانوں کو ان لوگوں کی سنگباری سے صدمہ پہنچا۔

کپٹن فالن نے طہنچہ کی آواز بھی سکر لیکن قیدیوں کا اشتعال طبع بڑھتا گیا۔

اکبر جنگ بہادر نے اپنی ڈانٹ ڈپٹ سختی و نرمی سے تمام قیدیوں کو اپنی طرف  
 متوجہ کر لیا۔ قیدیوں نے جب اکبر جنگ بہادر کو دیکھا۔ بے جزو انکساری اہلبیان  
 محبس کی سختی اور انکے جابرانہ برتاؤ کی شکایت کرنے لگے۔ اکبر جنگ بہادر نے  
 تمام قیدیوں کو سمجھا دیا۔ اور فوراً انکی شکایت رفع و دفع کر دی گئی۔ اگر اکبر جنگ بہادر  
 موقع و اردات پر نہ آجاتے تو یقیناً محبس کے کل قیدی فرار ہونے کے علاوہ  
 کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی اکبر جنگ بہادر کے رعب و داب اور  
 انکے حسن انتظام نے بہت جلد اس فساد کو مٹا دیا۔



## اٹھارواں باب

### خفیہ پولیس کی بنیاد اور اسکی مختصر حالت



اکبر جنگ بہادر ہی نے حیدر آباد دکن میں خفیہ پولیس کی بنیاد قائم کی رفتہ رفتہ انکے وجود سے اس صیغہ کو حیرت انگیز تر بنی ہوئی گئی۔ خفیہ پولیس میں انہوں نے جو جواب کام کئے ہیں اسکی نظیر بہت مشکل سے دوسرے ممالک میں مل سکیگی۔ عام پولیس اور خفیہ پولیس کا اہم انتظام بذات خود نواب اکبر جنگ بہادر کیا کرتے تھے۔ شہر حیدر آباد کے روزانہ حالات سے وہ اس قدر باخبر رہتے تھے کہ دوسرا شخص اپنے گھر کی حالت سے بھی اتنا واقف نہ ہوگا۔ انہوں نے خفیہ پولیس میں جس قدر پابندی ملحوظ رکھی تھی قابل تعریف یہ بات ہے کہ خود اہلیان پولیس کو بھی اس امر کی مطلق خبر نہ تھی کہ کون کون لوگ ہم لوگوں میں شریک ہیں۔ تمام امرا اور کل عہدہ داران سرکار عالی کے غیر معمولی حرکات و سکنات کی اطلاع (خواہ وہ کتنی ہی پردہ پوشی سے کیجائے) فوراً اکبر جنگ بہادر کو ہو جایا کرتی تھی جس کو وہ اپنے مضبوط اور محفوظ دل میں مخفی رکھا کرتے تھے اور اس کے متعلق حسب مناسب تفتیش و تحقیق کے بعد باضابطہ کارروائی عمل میں آیا کرتی تھی اگر وہ کسی مخفی شخص کی نسبت کسی ناجائز حرکت کی خبر سن لیتے قبل اسکے کہ اس شخص کی پوس لیجائے اسکو بالمشافہ بلوا کر تا کید و نہالیش کر دیا کرتے۔ جبکہ اس شخص پر ایسا

اثر ہوتا کہ پیرہہ کسی کسی خفیہ حرکت کا ہی رنگ نہوتا۔ ایک وقت کا ذکر ہے کہ کسی شخص نے ایک مغزو شریف شخص کی توہین کی۔ اس نے بجائے ناشر کرنے کے اور سرکاری پیشیات پر نشان کشان پیرنے سے یہ مناسب سمجھا کہ اکبر جنگ بہادر کو اسکی اطلاع کر دیا جائے۔ اطلاع کے قبل ہی اکبر جنگ بہادر کو یہ واقعات معلوم ہو چکے تھے۔ مجرد اس اطلاع کے دونوں اشخاص طلب کی گئے جس شخص نے توہین کی نہی اوکو بچپیس بیک کا حکم دیا گیا اور جس شخص کے حق میں توہین ہوئی اس نے اپنے حریف کے کان پر کڑے وہ شخص سخت نامور ہوا اور اس نے اپنا بدلہ پایا اور دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش چلے گئے۔ بعض اوقات وہ حکمت عملی سے ایسے واقعات کا تصفیہ کر دیا کرتے تھے جس میں فریقین کو فیس و کلا خرچہ عدالت کا بار اور حکم سرکار کا انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔

اکبر جنگ بہادر نے خفیہ پولیس کا انتظام باقاعدہ رکھا تھا۔ اور خود پوشیدہ طور پر تبدیل لباس میں معمولی آدمی کی حیثیت سے شہر کے ہر ایک مقام کا دورہ کیا کرتے تھے۔ اور بچشم خود ناقص انتظام پر نوٹس لیتے۔ بجز خاص ملازمین خفیہ پولیس کی تبدیل ہیئت کی کسی کو اطلاع نہ تھی۔ راستہ میں مجمع خلافت قانون اور دیگر وارداتوں کو اپنی نوٹ یک میں درج کر لیا کرتے تھے اور علیحدہ رپورٹ پولیس کے منتظر رہتے اگر اہیان پولیس اس واقعہ کے بتلانے میں غفلت کرتے تو اسکا فوری تدارک عمل میں آتا۔ اکبر جنگ بہادر نے خفیہ پولیس میں بہ نہایت عمدہ طریقہ جاری رکھا تھا کہ جب قدر مشہور بدعاشان گرفتار ہوتے ان کے عکسی نوٹ لے لئے جاتے تھے۔ انہوں نے پولیس کے ملازمین پر بھی دو سرکھان

خاص اشخاص کی کافی نگرانی رکھی تھی۔ کہ یہ لوگ اپنے فرائض منصبی کو کس طور و طریق کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ اکبر جنگ بہادر کو خفیہ پولیس کے معاملات میں بہت بڑا تجربہ حاصل تھا چونکہ انہوں نے برٹش انڈیا میں خدمات جاسوسی کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے چکے تھے اسوجہ سے وہ بہت جلد حیدر آباد دکن کے پولیٹیکل معاملات پر حاوی ہو گئے انہوں نے حیدر آباد دکن کی تمام بد نظمیوں کا قلع و قمع کر دیا۔ اندرون و بیرون بلکہ کے خفیہ حالات کا علم انکو بخوبی تھا۔ وہ کسی کے خفیہ کمدینے پر یقین نہ رکھتے تھے بلکہ بذات خود اسکی تصدیق کر لی جاتی تھی حیدر آباد دکن کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص کے چال چلن پر ان کی غائر نظر رہا کرتی تھی اور وقتاً فوقتاً اس کے متعلق نوٹس لیجاتی تھی۔ غرض اکبر جنگ بہادر سے شہر حیدر آباد کے اچھے بڑے واقعات کی طرح پوشیدہ رہ نہیں سکتے تھے۔ اور خفیہ پولیس اکبر جنگ بہادر کی ماتحتی میں حیرت انگیز ترقی کر گئی تھی۔ اکثر اضلاع کے بد معاش لوگ حیدر آباد میں پناہ گزین ہونے کے لئے پوشیدہ ہیئت کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ لیکن اکبر جنگ بہادر کے دور حکومت میں انکو اس قدر آزادی کہاں مل سکتی تھی۔ فوراً زیر حوالات اور پابہ زنجیر کر دیے جاتے تھے۔



# انیسواں باب

## سٹی پولیس کا وجود

بروز عشرہ محرم بمقام پرنسپل عروب متعینہ نواب سلطان نواز جنگ بہادر سے اہلیان پولیس کے ساتھ نزاع برپا ہوئی کیونکہ یہ لوگ نواب اکبر جنگ بہادر کے شایستہ انتظامات کی وجہ سے اہلیان پولیس کے دشمن ہو گئے تھے اور وقت عروب اور اہلیان پولیس کے امین سخت ہنگامہ اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی جو زمانہ وراثت تک ملتے ہو گئی اس لئے اس فتنے کے فرو کرنے کے لئے مزید انتظام کی ضرورت پیش آئی اور نواب اکبر جنگ بہادر نے سٹی پولیس کو قائم فرمایا کیونکہ اسکے پہلے قوم سکھ اور روہیلہ حیدر آباد میں آباد تھے ان لوگوں کی بہتری و ضروریات نے حیدر آباد اور اد کے اطراف و اکناف میں آفت برپا کر دی تھی ان لوگوں کے ہی شرف و فساد کا کفر اکبر جنگ بہادر کو توڑنا مقصود تھا اس سے بہتر دوسرا موقع نہیں مل سکا کہ ان بدمردین کو مطیع بنایا جائے لہذا انتظام جدید کی اسکیم شائع کر کے سٹی پولیس کو قائم فرمایا۔ جبکہ مقصود امن عام قائم رکھنا تھا جن لوگوں نے اطاعت قبول کی وہ سٹی پولیس میں ملازم کر دیے گئے۔ اور جو لوگ سرکش و ظالم تھے وہ جلا وطن کر دیے گئے۔

# ہیسوان باب

## مسجد جعفری کا جگہ

بلوہ حیدر آباد کے محلہ کوئٹہ عالیجاہ میں منجانب اہل تشیع مسجد جعفری کی بنیاد قائم کی گئی اور چند روز کے بعد اس مسجد کی تعمیر بھی ہو چکی رفتہ رفتہ اس مسجد میں اہل سنت نماز کے لئے آئے گئے ان لوگوں کو اس بات پر غور رہا کہ مسجد میں جبر بنایا جاوے چو کہ اہل تشیع کے نزدیک سینوں کا یہ عذر ناقابل برداشت سمجھا گیا تانہ صرف تعمیر ممبر کی تجویز سے اختلاف کرنے پر اکتفا کیا گیا بلکہ کسی سنی شخص کا اس مسجد میں اگر نماز پڑھنا بھی اون لوگوں کے خلاف طبع تھا۔ اس وقت سنی یہ عذر کر رہے تھے کہ مسجد خانہ خدا ہے اس میں خدا کی عبادت کے لئے کوئی شخص ہمارا حق مزاحمت نہیں ہو سکتا۔ آخر شش فریقین میں جگہ اہوا اور اسی طرح رد و کد برابر ہوتی رہی اور سینوں نے بھی اس مسجد کا جائزہ نہیں کیا۔ اور فساد پڑنے رہے چند ہی روز میں طرفین سے اشتعال کی آگ بھڑک اٹھی اور فساد پسند طیلایع کی ریشہ دوانی نے معاملہ میں اور بھی شدت پیدا کرادی۔ ان دو متضاد اثرات سے ممالک محروسہ سرکار عالی کے شیعہ سنی آپس میں ایک دوسرے کے جانی دشمن اور سخت مخالف بن گئے تھے حیدر آباد دکن میں گشت و خون کی نوبت پہنچ رہی تھی کہ فوراً نواب گجرات بہادر نے منظور علی حضرت قدر قدرت مصلحتاً مسجد جعفری میں ان دو نو

فریق کا نماز پڑھنا قطعاً موقوف کر دیا۔ اور ایک جوت پولیس سگمان کا صحن مسجد میں متعین کر دیا تھا کہ کسی فریق کو اندرون مسجد نہ آنے دے۔ اکبر جنگ بہا کی یہ تجویز نہایت مفید ثابت ہوئی اگر اس طرح فوری انتظام عمل میں نہ لایا جاتا تو خدا جانے کیا حشر برپا ہوتا اسپر ہی ایک دھوم مچی رہی اور ایک عرصہ تک مقدمہ بازی کا بازار گرم رہا۔ اکبر جنگ بہادر نہایت دانائی اور سرگرمی کے ساتھ اس فساد کو جس نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا تھا اپنی بے نظیر انتظامی قابلیت اور ان تمام کوششوں سے فرو کرتے رہے۔

مسجد جعفری کے جنگڑے کے متعلق بلا خوف تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ نواب اکبر جنگ بہادر کے آفتل لائف کا یہ آخری مگر سب سے زبردست پولٹیکل معرکہ تھا جس میں انگوٹھل دوسرے معرکوں کے نمایان اور کامل کامیابی ہوئی۔ اگرچہ معاملہ کی تین بڑے بڑے مشاق کملاڑی اکبر جنگ بہادر کی مخالفت میں زور آزمائی کے جوہر دکھلا رہے تھے۔ برٹش انڈیا کے اخباروں اور لوکل اخبارات میں مختلف قسم کی مصنوعی خبریں مشہر کرانیکھنے پر بقے اختیار کئے گئے تھے اور ان کا ہر ایک کام نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اکبر جنگ کے سچے واقعات نہ صرف جھٹائے جاتے بلکہ سیاسی ٹٹی کے چھپے نگار کیلئے والوں کی جانب سے اکبر جنگ کی خفیت ہی خفیت بات بہت بڑی بنا کر دکھلائی جاتی تھی اگر اس قہر نواب اکبر جنگ بہادر اپنی خلقی استقلال و جلال و وقار کی جرات بہت کام نہ لیتے۔ اور ایک با اثر اور صاحب ثروت دنیا کی مخالفت سے ہمت ہار جاتے تو فی الحقیقت (بقول سر ڈینس فرسٹر پائٹرک صاحب مجسٹریٹ ریزیڈنسی) حیدر آباد کے سرکاری اور غیر سرکاری دینا کے تلامذہ کو کہی نواب اکبر جنگ بہادر روکے غالب نہیں آسکتے



# اکیسوان باب

ملازمین مرشد زراودن کے مظالم کا انسداد



اکبر جنگ بہادر نے حیدر آباد میں ہر قسم کے شروفساد کی بڑبناو کاٹ دی تھی  
تسپر ہی وہ اپنے نزدیک اسکوٹا کا سیابی خیال کرتے تھے۔ درحقیقت اوس  
زمانہ میں مرشد زراودن کے ملازمین کا جو رد و ظلم نہایت ترقی پذیر تھا۔ ہر ایک مرشد زراودن  
کے نزدیک دس پندرہ بد معاش ملازم رہا کرتے تھے۔ وہ لوگ اس قدر بے پرواہ  
اور نڈرتے تھے کہ انکو کسی بات کی پروا نہ تھی۔ تجارت پیشہ لوگ ان بد معاشوں  
کے ہاتھوں تنگ آ گئے تھے اور وہ بد معاش تاجر لوگوں کو دبوکہ دیکر مرشد زراودن  
کے مکانوں پر پلو کر جبراً انکے سامان تجارت کو بلا ادا لے قیمت غصب کر لیتے  
تھے اور ان بد معاشوں نے اپنے آقاؤں کے مکانات کے احاطہ میں رکھنے  
کا کم کر رکھے تھے اور وہ ان رات دن قمار بازی ہوا کرتی تھی نواب اکبر جنگ بہادر  
کی چشم بصیرت نے اس کا بخوبی اندازہ کر لیا تھا کہ ان مظالم کا انسداد بغیر ان  
بد معاشوں کے تدارک کے نہیں ہو سکتا۔ نہایت دانائی اور عظمتی کے ساتھ  
مرشد زراودن کے خانگی ملازمین کو یکے بعد دیگرے گرفتار کر لیا گیا۔ اور جن لوگوں  
کو مرشد زراودن نے پناہ دی تھی ان کے متعلق یہ تدبیر کی کہ خفیہ طور پر  
مرشد زراودن کے مکانوں میں اپنی جانب سے مائین مقرر کرادین اور

ان کی وساطت سے اکبر جنگ بہادر کو روزانہ ان کے حرکات و سکنات کی کیفیت ملتی رہی۔ مفسد اور بد معاش ملازمین مرشد زادوں کے مکانون میں پوشیدہ رہنے لگے۔ اکبر جنگ بہادر نے کمال عقلمندی کے ساتھ بد معاشوں کو حالت نشہ میں ادا و ناماؤں کے ذریعے گرفتار کر لیا۔ اور معقول سزائیں دلائی گئیں۔ جس کی وجہ سے ان تمامی مظالم کا سدباب ہوا۔



## بانیسوان باب

### انجمن اصلاح ملک و ملت کا انعقاد



نواب اکبر جنگ بہادر کے خیالات ہمیشہ اصلاح ملک کی جانب مائل رہے انہوں نے حیدر آباد میں ایک انجمن اصلاح خیالات علم و عمل کی اپنی سرپرستی سے قائم فرمائی تھی انجمن اس بات کی کوشش کرتی رہی کہ الہیان ملک خراب نشی و روغ گوئی اور حرکات شنیعہ کو مطلقاً ترک کر دین اور بجائے اسکے ہمیشہ اپنے بادشاہ ظل سبجانی کی جان نشاری کو سب سے برتر اور مقدم سمجھیں۔ ملک اور ملک کے ساتھ وفادار نہ سچا برتاؤ کیا کریں چنانچہ منجانب انجمن آذر سلسلہ فہم علم و عمل و نامی اخبار حیدر آباد و کن میں شائع کیا گیا تھا۔ جس میں ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے لگا۔ انجمن کے پیش کردہ مفید اور عمدہ تجاویز پر لوگوں کو ترغیب و تحریص ہونے لگی۔ اور نواب اکبر جنگ بہادر نے یہ طریقہ جاری رکھا کہ ہر ایک ممبر انجمن سے ایک فارم پر دستخط لے لئے جاتے کہ اس انجمن کی شرکت کے بعد وہ اخلاق شایستہ کے ساتھ متصف اور اپنے قول کا پابند رہے گا۔ لیکن افسوس کہ اکبر جنگ بہادر کی موت کے ساتھ ہی اس انجمن کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اگر اکبر جنگ بہادر اور توڑے روز زندہ رہتے تو اس میں شک نہ تھا کہ یہ انجمن اپنے رنگ میں بے نظیر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتی۔

# تیسواں باب

## اکبر جنگ کی محنت اور مصروفیت

اکبر جنگ بہادر اپنی زندگی میں محنت اور مشقت کے سخت عادی تھے دزات ان کو اپنے مفوضہ کام سے ایک منٹ کی بھی فرصت نہ تھی۔ کثرت کار کے کبھی وہ پست ہمت نہ ہوتے تھے۔ شب کے دو دو تین تین بجے تک نہایت کٹادہ پیشانی کے ساتھ سرکاری کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ پولیس کی روزانہ رپورٹ واقعات حیدرآباد کو جب تک دسٹن لیا کرتے وہ نہایت چین رہا کرتے رپورٹ دسٹن لینے کے بعد ان کو ابک گو نہ تلی ہو جایا کرتی تھی۔ اور فوراً نڈیہ گاہ علیحضرت میں روزانہ رپورٹ کا لفظ روانہ کر دیا جاتا تھا۔ اکبر جنگ بہادر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ کسی کام میں کوئی نقص نہ پیدا ہو اور جو کچھ کارروائی کی جائے وہ محل اعتراض نہ ٹھیرے۔ اکبر جنگ بہادر کا یہ مقولہ تھا کہ ”میں خواب میں بھی انہیں کاروبار میں مصروف رہتا ہوں مجھے دوسری طرح کے خواب بہت کم نظر آتے ہیں یہ تمام دن اکبر جنگ بہادر عام پولیس کی رپورٹ اور اسکی متعلقہ کارروائی کو ملاحظہ فرماتے اور اسی وقت حسب مناسب انتظام پولیس کے متعلق مزدوری احکامات جاری کر دے جاتے تھے۔ سرکردہ۔ صدر امین۔ امین۔ جمعدار۔ دفعدار جبکہ حکم ہوتا وہ اپنی اپنی رپورٹ سنا جاتے تھے۔ اور

شب میں خفیہ پولیس کی جس قدر کارروائی ہوتی پیش کی جاتی تھی جس کو  
 بشکرت خان بہادر افضل نور خان صاحب افسر خفیہ پولیس طے کر دیا جاتا تھا۔  
 اکبر جنگ بہادر نے کسی شخص سے ہنس بول کر کبھی اپنے وقت عزیز کو ضائع  
 نہیں کیا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ٹکون اور عزیزوں کے ساتھ ہی ترش روئی سے  
 پیش آتے تھے۔ انکے کسی لڑکے یا کوئی عزیز کی مجال نہ تھی کہ ان سے کسی طرح  
 بے تکلف گفتگو کر سکے یہ اکبر جنگ بہادر کی گہری اور دور اندیشانہ پالیسی تھی کہ  
 اپنے اور غیر لوگوں کے غرور و ترک و وہ بڑھنے نہیں دیتے تھے اور سہ کار سی فرائض  
 کی انجام دہی کو اکبر جنگ بہادر اپنی جان سے بڑھ کر عزیز سمجھتے تھے۔



## چو بیسوان باب

### اکبر جنگ بہادر کی طرز و روش انکا مزاج اور لباس

جس قدر انکے مزاج میں غصہ تھا اس سے بڑھ کر طبیعت میں نخیدگی اور نشت  
 بھی تھی لیکن وہ ایسے رحمدل نہیں تھے کہ لوگ مکرش ہو جائیں اور اس قدر خجیہ  
 بھی نہیں تھی کہ لوگ وادیلہ چائیں انہوں نے اپنی پوزیشن کو حد اعتدال پر رکھا تھا  
 یہ پرلے درجہ کے ضابطہ - دور اندیش - فیاض شناس شخص تھے اکبر جنگ بہادر کا  
 رعب و داب نہ صرف اہلیان پولیس ہی تک تھا بلکہ عوام لوگ نواب اکبر جنگ بہادر  
 کے چہرے کو دل تہام کر دیکھا کرتے تھے - نواب اکبر جنگ بہادر ایک دیانت دار  
 ذمی عزت اور مستقل مزاج آدمی تھے انہوں نے اپنی کارگزاری پر کسی بیدادارغ  
 کو آنے نہیں دیا - اگر کسی سے انکے تعلقات اچھے نہیں تھے تو یہ الزام کیسے  
 انکے سر عاید نہیں ہو سکتا - کیونکہ انکی بے لاگ طبیعت کبھی اس بات کی مقتضی نہ تھی  
 کہ سچی مکتہ چینیوں سے چشم پوشی کرے اکبر جنگ بہادر کے عہدہ کو توالی پر ہمو  
 ہونے سے انکے طرز و رویہ میں تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا تھا انکی لیاقت اور ہوشیاری  
 جو ملک جیش و یارتند میں انعام و اکرام کا باعث ہوئی تھی - ممکن نہ تھا کہ وہ حیدر آباد  
 کی سوشل زندگی سے کو سون دور بہاگ جائے - نواب اکبر جنگ بہادر کی بیخوش  
 تھی کہ یورپین اور دیوبند میں کیسے باہم جدائی اور نفاق نہونے پاوے بلکہ

اتفاق صلح اور امن کو قائم رکھنا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ کو توالی بلدہ کی حیثیت سے انہوں نے جو خدمات ادا کئے ہیں انکی عام شہرت کا تین ثبوت ہے۔ انہوں نے مصلحتاً تا دمِ زریست اہلی گامڑی میں نکلتا پسند نہیں کیا ہمیشہ انکی سواری کے ہمراہ چٹہ ضربی پتنگہ اور دو ضربی بندوق ہاتھ میں کرچ رکھ کر تھی اکثر سواری میں یہ سفید دستار۔ شیر والی اور پتلون پہنا کرتے تھے۔ جلوں کی سواری میں اعلیٰ حضرت قدر قدرت کے ہمراہ رکاب گھوڑے پر اکبر جنگ بہادر کا لباس سفید دستار۔ زرین کوٹ اور بر جس تھا۔

بروز لنگر اکبر جنگ بہادر ہاتھی پر کو توالی بلدہ کے ڈریس کی حیثیت سے دستار سفید زرین کوٹ پتلون زیب تن کیا کرتے اس وقت انکے دائیں ہاتھ میں کرچ رہتی اور بائیں بازو پتنگہ بندوق دھری ہوئی۔

عیدین میں اکبر جنگ بہادر ہاتھی پر سوار ہوتے تھے اور وقت ان کا لباس دستار جامہ نیمہ توان۔ زرین گجکوس ہاتھ میں تلوار غرض اوس روز ان کا تمام لباس صوفیانہ رہتا تھا۔ اکبر جنگ بہادر کا ہمیشہ خانگی لباس ڈھیلہ اسپید پاجامین اور دیسی قمیص اسپر سفید ڈھیلہ کرتا اور سر پر نہ رکھتے تھے۔



# پچسوان باب

## اکبر جنگ بہادر کی اولاد



نواب اکبر جنگ بہادر کو کل نو اولاد ہوئیں جن میں سے پانچ لڑکیاں اور چار لڑکے موجود ہیں۔ نواب اکبر جنگ بہادر کے چاکر لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں میر شیخ الدین علی اکبر الخطاب نواب حضور یا جنگ بہادر۔ میر غازی الدین علی اکبر الخطاب نواب سر باز جنگ بہادر۔ میر اصالت علی اکبر الخطاب نواب اصالت جنگ بہادر۔ میر نجم الدین علی اکبر الخطاب نواب ملک یا جنگ بہادر تین صاحبزادوں کے نام دو دو ڈھائی ڈھائی سو روپیہ ماہانہ منصب و کار نظام سے عطا ہوتی ہے اور اس طرح لڑکیوں کے نام بھی منصب جاری ہے۔

اکبر جنگ بہادر کے تین صاحبزادے انگلنڈ کے تعلیم یافتہ ہیں۔

نواب سر باز جنگ بہادر امتحان محاسبی میں اور نواب اصالت جنگ بہادر امتحان انجینیئری میں آنر کا میاں ہوئے۔

نواب اکبر جنگ بہادر کے دو اولاد ہیں یعنی نواب حاکم الدولہ بہادر رکن مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی اور نواب قیصر یا جنگ بہادر سکریٹری کمانڈنگ سٹی پولیس افغانان۔





## چھبیسواں باب

### اکبر جنگ بہادر کی دیانت اور حق پرستی



اکبر جنگ بہادر نے جب قدر اپنے خدات بڑبڑائیں انڈیا اور سرکار عالی میں انجام دیا نہادہ سب قابل تعریف رہے زندگی بھر انہوں نے نہایت دیانت اور ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا یہ گورنمنٹ نظام کے سچے ہی خواہ اور اپنے بادشاہ کے وفادار ملازم ثابت ہوئے انکو ہمیشہ اس بات کا خیال رہا کہ ملک دکن سبز ہو اور بیان کی رعایا شاد و آباد رہے۔ اور دشمن پا کمال ہوں۔ اکبر جنگ بہادر رات دن عرق ریزی کے ساتھ اصلاح ملک کے جانب معروض رہے۔ وہ منکر احمی اور بد دیانتی سے خدات سرکاری کو انجام دینے والوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے بلکہ انکے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی جرم لائق تعزین نہ تھا۔ رشوت خوار کے وہ سخت دشمن رہا کرتے تھے اکبر جنگ بہادر کی دیانت داری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ بوقت رحلت ہزار ہا پوتہ کے مقروض تھے قرض میں ان کا ذاتی سکونہ بنگلہ دافع سیف آباد میج ہو گیا سبزی بھوسات پوشیدنی کے کچھ بھی ان کے نزدیک نہ تھا۔ نہ کوئی جائیداد تھی اس واسطے کہ جب قدر انکو ماہوار ملا کرتی تھی اس سے زیادہ خرچ بھی تھا اپنے ماہوار منصب کی زندگی بسر کرتے تھے۔

نواب فرامرز جنگ بہادر پر کمیشن ضلع ایگلندل نے جو الزامات لگائے تھے اُن کی جانچ اور تحقیق کے لیے بحکم اعلیٰ حضرت ہنگام عالی متعالیٰ رائل کمیشن مقرر ہوا تھا اُس کمیشن کے ایک رکن اکبر الملک بہادر بھی تھے باوجودیکہ ایک زبردست اور با اثر پارٹی نواب فرامرز جنگ بہادر کی مخالفت پر تلی ہوئی تھی مگر نواب اکبر الملک بہادر نے تحقیق حق اور انصاف رسانی میں کسی دباؤ اور اثر کی پروا نہیں کی اور ملک کی اعلیٰ داد گاہ کے روبرو سچے واقعات کا اظہار کر دیا آخر نتیجہ یہ نکلا کہ کمیشن اولیٰ کے قائم کردہ الزامات رائل کمیشن کے سامنے محض بے بنیاد اور بے اصل ثابت ہوئے اور نواب فرامرز جنگ بہادر نے پیش گاہ حضرت اقدس واعلیٰ سے باعزت برات حاصل کی۔



## ستائیسواں باب

اکبر جنگ بہادر کی اعلیٰ حضرت بندگانِ عالی متعالیٰ علیہ السلام  
کے ساتھ جان نثاری



اکبر جنگ بہادر اعلیٰ حضرت کے غیر خواہ جان نثار تک خوار تھے انہوں نے  
اعلیٰ حضرت قوی شوکت بندگانِ عالی کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھانے میں رکھا اعلیٰ حضرت  
پر وہ اپنا تین سو انداز کرتے ہیں مطلق دریغ نہیں کرتے تھے ہر حال میں وہ اپنے  
باوشتا فضل سبجانی کے ایک نادر الوجود تک حلال ملازم تھے۔ اس میں شک  
نہیں کہ وہ اعلیٰ حضرت کے الطاف شاہانہ سے ہر وقت سرفراز و مسرور ہوتے رہے  
اس سے بڑھ کر ان کے لئے اور کیا فخر ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت  
قوی شوکت کے توجہات اکثر اکبر جنگ بہادر پر مبذول ہوتے رہے۔ چنانچہ  
ایک وقت اکبر جنگ کی دختر نیک اختر کے عقد میں خاص انکے بنگلہ پر اعلیٰ حضرت  
رواق بخش ہو کر شمشیر با عزت انکو عنایت فرمایا اور تقریباً ۱۰ روز تک اوس بنگلہ  
میں رونق افروز رہے اور اسکے بعد اکبر جنگ بہادر کو یہ عزت تین وقت حاصل  
ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کی قدردانی اور رعایا پروری نے اکبر جنگ بہادر کو اپنے کاموں میں جرات پیدا  
کر دی تھی۔ اعلیٰ حضرت کی قدردانی کی وجہ سے انہوں نے اپنا عیش و آرام مطلق ترک کر دیا تھا  
ہمیشہ وہ صلیح ملک کی طرف متوجہ رہے انہوں نے حب الوطنی کے جوش میں اپنے کو ملک در ملک پر تیار کر دیا

تہا جقدراکبر جنگ بہادر فحیدر آباد دکن میں اپنے کارنایان کو دکھایا تھا یہ صرف علیحضرت  
کی ذات کے ساتھ انکی حسن عقیدت اور خلوص قلبی کا نتیجہ تھا۔

ہر لحظہ و علیحضرت کی جان نشاری کے لئے اپنا سر ہتلی میں لئے پہرتے تھے  
اور ہر وقت دعا فرماتے تھے کہ اے خدا تو اس محبوب القلوب بادشاہ کو ہم  
سب رعایا دکن کے سروں پر قائم و دائم رکھ۔



## اٹھائیسواں باب

اکبر جنگ بہادر کی حسن عقیدے سے علیحضرت بندگان  
کی سالگرہ مبارک میں تزک احتشام



۱۶۱۷ء میں نواب اکبر جنگ بہادر نے علیحضرت کی سالگرہ مبارک کی تقریب میں  
بمقام باغ عامہ رعایا کی جانب سے بہت بڑا جلسہ منعقد کرایا اسوقت کل رعایا سے دکن نے علیحضرت  
کے ساتھ جان نثاری اور اپنی سچی وفاداری کا اظہار بندریہ انداز سے کیا اور محبوب القلوب  
بادشاہ نے ہر موقع محل پر رعایا کی خوش اعتقادی پر اظہار ہمدردی فرمایا۔ رفتہ رفتہ اسی  
مبارک جلسہ اور ایڈریس کی تقلید میں ہر ضلع و قریہ میں بلا لحاظ قوم و ملت سالگرہ مبارک کے  
پُر شوکت جلسے ہوتے گئے۔ رعایا سے دکن اپنے ہر دل عزیز بادشاہ پر جان و دل سے  
نثار ہونے لگی اور حضرت ظل سبحانی نے بھی اپنی رعایا کے ساتھ عملاً و قولاً اپنی سچی محبت  
کا ثبوت دیا۔ چنانچہ ہندوگان حضرت کے اس شعر کے ہر لفظ سے رعایا کے ساتھ  
کمال ورجہ کی محبت کا ثبوت ہوتا ہے ۵

آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ  
گر کام آئے خلق کی راحت کے واسطے

اس میں شک نہیں کہ ہر کبھی ایسا جامع الکمال و رحمدل ہر دل عزیز بادشاہ  
قلمروے دکن میں پیدا ہوگا۔ اگر تاریخ دکن کے تمام صفحے الٹ دیے جائیں تو آصف

محض اوصاف پادشاہ کم نظر آئیگی۔ کن کی رعایا اور یہاں کی زمین شجرہ و حجر اس بات  
 کا فخر کرتے ہیں کہ ہمارا نسل اللہ کیسا جامع الکمال رعایا پروردہ نصف مزاج رحمدل  
 عادل باؤل ہمہ گیر حکمران ہے۔



## اوتیسوان باب

عربوں کی رجز خوانی پر صاحب رزیدنٹ بہادر کا  
اعتراض اُس پر نواب اکبر جنگ بہادر کی تردید

عرب جو وقت اعلیٰ حضرت کو لنگم پلی کے میدان کے بعد بوساری جو بس باغ لنگم پلی  
کے قعر شاہی مین ہو چکا روپس ہوئے اٹارہ مین یہ لوگ گاتے بجاتے اور  
اپنا بنا دین سر کرتے ہوئے چل رہے تھے اس وقت صاحب رزیدنٹ حیدر آباد  
کو عرب کی یہ حرکات بالکل ناگوار معلوم ہوئی انہوں نے فوراً ان لوگوں کی بے باکی  
پر نوٹس لیکر اسکی اطلاع گورنر جنرل ہند کو کر دی اور اس الزام کو ملک کی جانب  
سے منسوب کیا۔ اکبر جنگ بہادر کو پولیٹیکل معلومات مین بہت بڑا تجربہ حاصل تھا۔  
انہوں نے اس مقدمہ مین مناسب پیروی کی اور یہاں سے گورنٹ آف انڈیا  
کو یہ سمجھا دیا گیا کہ حیدر آباد کے عربوں کی یہ حرکات ناقابل گرفت ہیں۔ کیونکہ یہ کس  
ناجائز فعل کے مرتکب نہیں ہوتے ہیں۔ ناچنا۔ گانا۔ یہ انکی عادت مین داخل  
ہے اور بنا دین کا سر کرنا یہ لوگ اپنے بادشاہ کی سلامتی سمجھتے ہیں انکا یہ کوئی  
جدید طرز عمل نہیں ہے اس پر گورنٹ آف انڈیا کی جانب سے مذکورہ بالا وجوہات کو  
تسلیم کر لیا گیا۔

## تیسواں باب

### اکبر جنگ بہادر کے مجموعی وصفا

(۱۰۰۰۰۰)

اکبر جنگ بہادر اپنے قدیم اور غریب دوستوں کے ساتھ دلی شفقت فرماتے تھے جب کسی یہ لوگ ان سے ملاقات کے لئے آتے تو یہ انکے ساتھ بکشاوہ پیشانی ملا کرتے اور حتی المقدور انکی ہر طرح سے امداد و اعانت کیا کرتے تھے۔ بظاہر یہ انوکھا طرز و برائیاں لوگوں کے ساتھ بالکل اجنبیانہ رہا کرتا تھا۔ اکثر وہ اپنے غریب دوستوں کی مشکل اور ضرورت کے وقت مدد کرتے تھے اور اس سلوک کا علم کسی تیسرے شخص کو نہیں پہنچتا تھا۔

تو اب اکبر جنگ بہادر سگریٹ پینے کے سخت عادی تھے بھر چڑھا اور سگریٹ کے اونہون نے تا دم زلیست کبھی کوئی نشہ کی چیز استعمال نہیں کی۔ حالانکہ یہ عالم شباب میں اپنے دوستوں میں مسکرات کے استعمال کے لئے مجبور بھی کئے جاتے تھے مگر ان کو فطرتاً ان چیزوں سے نفرت رہی۔

اکبر جنگ بہادر کا مذہب سنی تھا وہ بزرگان دین کے معتقد بھی تھے ان کا قلب سچے دین کی روشنی سے منور تھا جو وقت وہ مشکلات کو حل کرنے کے لئے بیٹھ جاتا تو ایک مناسب وقت تک اپنے دل کو خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف رجوع کر کے اپنے مقصد میں کامیاب نکلتے۔





افعال بھی سسرزدہوں -

(۸) عمدہ کو تو الی کا وہ شخص اہل ہے چو بظاہر عیب داب رکھتا ہو اور لوگ اس کو سخت گیر و جابر خیال کریں لیکن اس کا دل رحم اور انصاف سے پُر ہو۔

(۹) انسان کا جب قدر متول بڑھتا جائے گا اس قدر دنیا کی حرص اور تفکرات میں ترقی ہوگی -

(۱۰) کسی سرکاری ملازم کو اپنے مفوضہ کام میں جرات پیدا کرانے والی دیانت اور شہر مندہ کرنے والی بیعت ہے۔

(۱۱) دنیا میں رازداری کی محفوظ جگہ اپنا دل ہے۔

(۱۲) انسان ہمیشہ اپنے طرزِ تمدن اور زندگی کی رفتار کو ایساں رکھے رہے چلکر گرنے اور پیر کیڑے جھٹک کر اسٹپنے پر لوگ قہقہہ اڑنا شروع کرتے ہیں۔

(۱۳) اپنے پادشاہ ظل اللہ کے ساتھ وفاداری کو اجزوا ایمان ہے۔ اور اسکی بدخواہی چاہنا دینوی کفر ہے۔

(۱۴) جو شخص انگریزی سے لاعلم رہے گا اسکی عزت کرنے والے بہت کم لوگ ملین گے۔

(۱۵) سپاہی کو سخت مشکل کے وقت منتقل مزاج رہنا چاہیے۔

(۱۶) ہمیشہ انسان دلی تفکرات کو خوشی کے ساتھ بد لایا کرے۔ ورنہ اس کے اثرات بہت جلد اسکی جان کے درپے ہو جائیں گے۔

(۱۷) کسی پھول کو سو گھنٹے سے پہلے اسکی تعریف نہ کریں۔

(۱۸) قیامتہ شناسی ہر شخص کے لئے ضرور ہے۔

(۱۹) پہلے مرد اپنی عورتوں کو بچپن بنانے کے لئے اسباب پیدا کر دیتے ہیں  
 (۲۰) کبھی اپنی عورتوں کو میلون اور عریسات میں شریک بنونے دو۔ اور  
 ہرگز لبِ شرک مکان نہ لو اور اگر مکان لو بھی تو اپنی عورتوں کو درپچہ تک  
 آنے نہ دو۔

(۲۱) اگر تم فوج کے اعلیٰ افسر بننا چاہتے ہو تو پہلے سپاہی کی خدمت اختیار کرو  
 (۲۲) اگر مسٹر ٹاناکے طرح تم کو دولتمند بننا منظور ہے تو اپنے کو پرلے دھو  
 کا کفایت شعار بناؤ۔ سچائی اور راستبازی کو مقدم سمجھو۔ اسکے بعد تم خود ایک  
 دولتمند آدمی بن جا سکتے ہو۔

(۲۳) بادشاہ جس شخص کو چاہتا ہے رعایا بھی اسکی عزت کرتی ہے۔  
 (۲۴) رسولِ آدمی کی ہر ایک حرکت کو لوگ قابلِ تقلید سمجھتے ہیں اور غریب شخص  
 کی عمدہ باتوں کو مضحکہ میں ڈالتے ہیں۔

(۲۵) دنیا میں روپیہ کیسے ہی بد وضع آدمی کو حسین بنا دیتا ہے۔

(۲۶) دینا اور آخرت دونوں کو بگاڑنے والی چیز شراب ہے۔

(۲۷) عیاشی آدمی ایفون کے شوقین ہوتے ہیں لیکن ایفون ہمیشہ کیلئے  
 اگلو پٹا مرید کر لیتی ہے۔

(۲۸) بدخلق عمدہ دارِ لیاقت سے اپنی وقعت قائم رکھتا ہے اور تالانِ عمدہ دار  
 اپنے اخلاق سے۔

(۲۹) انسان کی وقعت اس کے ہاتھ میں ہے۔

(۳۰) کوئوال شہر سے لوگ ڈرتے ہیں لیکن وہ لوگوں کے شر سے

ڈرتا ہے۔

(۳۱) بے تکلف دوست ایک روز سخت ذلت اُٹھاتا ہے۔

(۳۲) ریشوت خوار عمدہ دازدن کے سر نیچے رہتے ہیں اور وہ عموماً مرنی سے پیش آتے ہیں۔





نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم کے عہد حکومت کا آخری فوٹو



## بتیسواں باب

نواب معین المہام بہادر کو توالی اور کو توالی حصار مرحوم  
کے باہمی تعلقات اور اس کے مختصر واقعات

عالیجناب نواب فتح الدولہ افتخار الملک شہاب جنگ بہادر وزیر کو توالی سرکار کا  
دام اقبالہ کی اولوالعزمی اور آپ کے وقار اور عمدہ کارناموں سے کون شخص واقف  
نہیں ہے آپ دکن کے مایہ ناز با وقعت اور قدیم امیر ہین پبلک کی نظروں میں  
آپ کی عزت و عظمت بلحاظ جان شہری ملک و مالک بڑی ہوئی ہے نواب  
اکبر الملک بہادر مرحوم جیسے دانا دور اندیش شخص نے نواب شہاب جنگ  
بہادر وزیر کو توالی کی لیاقت و تجربہ کو تسلیم کر لیا تھا۔ اکبر جنگ بہادر کے دل میں  
نواب شہاب جنگ بہادر کی جلالت و عظمت نہ صرف بالادست ہونے کی وجہ  
سے قائم تھی بلکہ نواب شہاب جنگ بہادر کے لاجواب اوصاف نے نواب  
اکبر جنگ بہادر کو گرویدہ کر لیا تھا۔ نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم نہایت اطاعت  
اور عقیدت مندی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اکبر جنگ بہادر کے  
ولی تعلقات کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پائی جاتی ہے کہ نواب شہاب جنگ  
اپنے پادشاہ کے خیر خواہ قدیم نمک خوار اور جان شہرا میر ہین  
چونکہ یہ افتخار نواب اکبر جنگ بہادر کو بھی حاصل تھا اس لئے آپس کا دلی خلوص

نواب اکبر جنگ بہادر کی موت تک باقی رہا۔ ان باہمی تعلقات کا اندازہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ بوقت رحلت نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم علیجناب نواب شہاب جنگ بہادر نے کوٹوال صاحب مرحوم کے پس ماندوں کے ساتھ کمال ہمدردی اور قدر افزائی قبا لی تھی۔ جو کچھ نواب اکبر جنگ بہادر انتظام کوٹوال میں حصد لیا کرتے تھے۔ اس میں سب سے پہلے علیجناب نواب شہاب جنگ بہادر کی زربین را سے ہو کر تھی۔ اکثر اوقات نواب شہاب جنگ بہادر بذات خود پولیس کے ناقص انتظام پر نوٹس لیا کرتے تھے اور اسکی اصلاح کے لئے نواب اکبر جنگ بہادر کو حسب مناسب ناکیدی احکام جاری کئے جاتے اور بچشم خود اسکا ملاحظہ فرمایا جاتا تھا۔ نواب شہاب جنگ بہادر جیسے دیرینہ دؤی تجربہ امیر کی توجہ نے انتظام کوٹوالی بلدہ و اضلاع میں جو کچھ اصلاحات فرماے ہیں۔ ایک قابل یادگار انتظامات ہیں نواب شہاب جنگ بہادر وزیر کوٹوالی کی اعلیٰ نگرانی سے نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم کوٹوال نے اندرون و بیرون بلدہ میں اور سٹر۔ ای۔ سی۔ ہینکن۔ سی۔ آئی۔ اے ناظم کوٹوالی نے اضلاع سرکار عالی میں جو کچھ باقاعدہ اور نتیجہ خیز پولیس کے انتظامات فرمائے ہیں کی طرح ملک انکے احسانات کو فراموش نہ کر سکے گا خصوصاً مشربانکن سی ای اے ناظم کوٹوالی اضلاع سرکار عالی کی محنت شائق سے اضلاع دکن میں ہر طرح کا روز بروز امن اور انتظام قائم ہو رہا ہے گو آپ یوروپین انجیر میں لیکن بالخصوص سرکار عالی کے ساتھ آپ کو عقیدت اور سچی ہمدردی ہے۔ آپ جقد جدید انتظامات پولیس میں اصلاحات فرما رہے ہیں یہ آپکی حسن کارگزاری ہمیشہ کی یادگار ہے۔ اس طرح نواب سلطان یاد جنگ بہادر



حال کو تو ال بدہ نے بھی اپنے قدیم کو تو ال صاحب مرحوم کے قدم بقدم چلکر کو تو ال بدہ کا انتظام نہایت عمدہ اور قابل تحسین رکھا ہے۔ گو بلیک کی نظرون میں ابھی تک نواب اکبر جنگ بہادر کے کارناموں کی جنگ باقی ہے لیکن خداوند تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں کو ایک ہی نعمت عطا نہیں کرتا اسلئے ہر دوسری نعمت کا بھی شکر گزار رہنا چاہیے۔

خان بہادر فضل نور خان صاحب انصر خفیہ پولیس نواب اکبر جنگ بہادر کے سچے وفادار ماتحت تھے اکبر جنگ بہادر مرحوم نے افضل نور خان صاحب کو خفیہ پولیس کے کاموں میں مشاق کر دیا تاہم اب اس آؤہ میں ہوا سے خان بہادر موصوف کے دوسرے شخص اوٹکا عدیل و موزون نظر نہیں آتا۔ نظر نایہ خفیہ پولیس کے لائن اور اہل میں نواب اکبر جنگ بہادر کی چشم بصیرت نے جس شخص کا انتخاب کیا ہو پیراؤ کے کارناموں کا اظہار کرنا تحصیل حاصل ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم اپنے ماتحت ملازمین کے ساتھ بقدر عجب وداد اور سخت کلامی کے ساتھ پیش آتے تھے اوس سے بڑھکر اوکی دل افزائی بھی فرماتے اور بظاہر سختی و دشمنی کا برتاؤ کرتے تھے لیکن درپردہ اوکی ترقی کے سعی رکھتے تھے۔ اپنے ماتحت ملازمین کی جائز پاسداری میں انہوں نے کبھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا۔ اگر اکبر جنگ بہادر شخص سے اپنا زیادہ میل و جمل بڑھاتے تو اسباب مروت ضرور اس بات پر مجبور کرتے کہ ناجائز افعال سے چشم پوشی کیجائے۔



# باب

## اکبر جنگ بہادر کی وفات

موت - ایک نہایت ہی ڈراؤنا اور مسیب لفظ ہے مگر ہزار مسیب اور خوف ناک ہوسب کو اوس کی صورت ضرور دیکھنی ہے گو عمر خضر ہی اگر ہو تو حیف کہ ضرور اوس سے ملنا ہو گا جو ہر ایک سے جدا کر کے ایک ایسے گڑھے میں لیجا کر ڈال دے گی جہاں نہ کوئی دوست کام آسکتا ہے اور نہ کوئی قرابت دار اور جتنے ذی روح وغیر ذی روح اس ناپائدار دنیا میں موجود ہیں اور اب ہر کوئی نظر آ رہے ہیں ضرور ایک نہ ایک دن اون کو موت کا سامن پیش نظر رہے گا اور ماتمہ باندھے ہوئے اوس کے ہمراہ ہولین گے چون و چرا تک کی معذرت نہ ہوگی۔ نہ اپنے عزیزوں سے ملنے کا اوس کو خیال رہے گا اور نہ یہ خیال کہ میں کہاں جاؤں گا سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ محض موت کے سطح بنے ہوئے وہ جہاں لیجا کے افنان و خیزان جاتے ہی بنے گی یہی موت جس نے ہزاروں اولوالعزم انبیاء و اولیاء اور شان وقت کو اپنے عزیز و قریب حشمت و دولت جاہ و جلال سے جدا کر کے ایک ایسے مقام پر لیجا کر چوڑ دیا جہاں صرف آپ ہی آپ رہیں گے نہ کوئی بات کرنے والا اور نہ کوئی اس امر کی تسلی دینے والا بھی ہو گا کہ کیوں خائف ہو رہے

ہو نہ گبر اور او سوقت خداوند عالم ہی اوس کا ہر طرح معاون رہے گا۔ پس  
 موت نے ہزاروں آباد خانہ لاکھ ویران کر کے عدم آباد کار استہ قیادیا ہے  
 جنکی تعداد نہ معلوم کتنی ہو چکی اور کتنے خانہ برباد ہو چکے۔ اس وارنا پائدار میں  
 جہان کسی نے قدم رکھا خواہ مخواہ اوس نے موت کی ایک نہ ایک روز ضرور  
 صورت دیکھی اگر سچ پوچھئے تو زندگی اسی لئے ہے کہ ایک روز مرین  
 اور جب تک زندگی کا لطف ہی نہیں اگر موت نہوتی تو ضرور  
 زندگی بے لطف دیے مرزا ہو جاتی کون ہزاروں اور لاکھوں برس زندہ رہے  
 اور کون دنیا کی آفتوں میں جوئے دن ایک نہ ایک آتی رہے جہلیتا بیٹھے  
 زندگی کا حاصل اور نتیجہ ہی موت ہے جس کو سن کر ہمارے ایسے دنیا  
 دوست حضرات کے جسم پر کانٹے آجاتے ہیں اور اس قدر خائف ہو جاتے  
 ہیں کہ الامان الحفیظ اذن کو گویہ خیال ہے کہ ہم بھی جانیو اے میں مگر کچھ  
 ایسے بے کھٹکے اور بے خوف ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں کہ کبھی موت آئے ہی  
 گی نہیں اور گویا آب حیات نوش فرمالیا ہے مگر وہ کب کسی کو چوڑتی ہے  
 ہزار اوس سے ڈرے اور اوس کے نہ آنے کے ہزاروں ہی انداز  
 کیجئے پر وہ نہ کسی کو چوڑتی ہے نہ چوڑے گی۔

پس اسی طرح اکبر جنگ بہادر بھی علیل ہو گئے ڈاکٹروں نے رے دی  
 کہ تبدیل آب دہوا کرین جسکی وجہ سے اکبر جنگ بہادر بمبئی جا کر ایک ماہ تک  
 رہے اور اس عرصہ میں ڈاکٹر سیارٹ کا علاج ہوتا رہا مگر جب بیماری نے طول  
 کہنچا تو بلدہ حیدر آباد واپس آگئے بمبئی سے واپس آنیکے دن بل بارہ روز بعد

شش کی شکایت سے بوقت ساڑھے چار بجے صبح بتایا کہ صفر ۱۳۲۳ھ بمقام ناراین گورڈہ اکبر جنگ بہادر نے اس دنیا سے رحلت کی آپ کی جگہ مدفن درگاہ آجائے شاہ صاحب قدس سرہ ہے بوقت انتقال اکبر جنگ بہادر کی عمر (۶۶) برس (۶) ماہ کی تھی۔

اکبر جنگ بہادر مختلف زبانوں سے واقف تھے یعنی ترکی۔ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ مرہٹی۔ انگریزی۔ تلنگی میں اچھی طرح گفتگو کر سکتے تھے۔

## نواب اکبر جنگ بہادر کا ایام محرم میں انتظام پولیس

نواب اکبر جنگ مرحوم حلیہ ماتحت افروں کے ساتھ ہر سال پانچویں محرم سے دسویں محرم تک بمقام چہار منار بغرض انتظام رونق افروز رہا کرتے تھے اور سب کے ساتھ صبح و شام کا وہین کمانا تناول فرمایا جاتا تھا۔ عموماً ایام محرم اور خصوصاً عشرہ شریف وغیرہ میں مفسدین اور بد معاشوں کا بازار گرم رہا کرتا تھا اکثر شریر النفس پولی باز تماشین حضرات کا تعاقب کئے ہوئے اپنے اپنے داو گھات میں سرگرم رہتے تھے عید آباد کن کا محرم جس شخص نے دیکھا ہو گا وہ اپنے دل میں سمجھ سکتا ہے کہ باوجود اس قدر مخلوق کا ازدحام ہونے پر شاید ہی کسی شخص کو جہانی یا مالی مصرت پہنچ سکتی تھی۔

نواب اکبر جنگ کا انتظام پولیس نہایت باقاعدہ تھا اور بظاہر کسی شخص کو اس بات کا امتیاز نہیں ہو سکتا تھا کہ اس قدر انتظام کیونکر کیا گیا؟

نواب اکبر جنگ نے ہر جگہ خفیہ پولیس مقرر کرادی تھی وہ اپنی ڈیوٹی میں نہایت خرم و احتیاط کے ساتھ ادا کرتی رہتی تھی۔ اکثر مفسدین خفیہ پولیس کے زبردست شکنجے سے عاجز آگئے تھے۔

حیدرآباد دکن میں ساتویں محرم کو لنگر مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور اور نویں محرم کی شب میں نال صاحب کی سواری نہایت کروفر اور زندک و احتشام کے ساتھ نکلا کرتی ہے۔ اور خصوصاً سواری اور تماشا کو دیکھنے کے لئے اضلاع اور بیرونجات کے لوگ یہاں آکر بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ شہر حیدرآباد کے راستوں میں لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ ایک قدم سے دوسرا قدم مشکل اٹھایا جاسکتا ہے اور اس جم غفیر میں تماشا دیکھنے والی عورتیں بھی کثرت کے ساتھ موجود رہتی ہیں مگر پولیس مقامی کے حسن انتظام سے کسی شخص کو کس طرح کا ضرر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حیدرآباد دکن میں جب ذیل عریات و میلہ جات ہوا کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض مقامات پر نواب اکبر جنگ بذات خود تشریف لے جاکر پولیس کا انتظام فرماتے تھے۔

عس کوہ مولا۔ عس بابا شرف الدین تہ سرہ۔ عس محمد حسین صاحب قدس سرہ۔ عس شاہ خاموش صاحب قدس سرہ۔ عس اوجاے شاہ صاحب قدس سرہ۔ میٹہ لنگم ملی۔ میٹہ تارین۔ میٹہ مک پٹ۔ میٹہ چشمہ بی بی۔ میٹہ بندہ گورہ۔

ان عریات اور میلہ جات میں ہزار ہا مخلوق جمع رہتی ہے اور مختلف طبایع کے لوگ ادھر آدھر گھومنا کرتے ہیں۔

لکیر اکبر جنگ کے دور حکومت اور ادن کے رعب و داب سے کسی سارق یا بد معاش کو اس قدر جرات نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اپنے ناحب ایئر انفال میں کامیاب ہو سکتا۔ اتفاقاً کوئی واردات ہو جاتی تو اس کا فوراً تدارک عمل میں آتا۔ اگر کمین سرقہ ہو جاتا تو مال مسروقہ کے ساتھ ملزم فوراً گرفتار کر لیا جاتا۔

نواب اکبر جنگ کے عہدہ کو توالی سے قبل ایام محرم میں جب قدر شکنیں وارداتیں ہوا کرتی تھیں ادن سب جرایم کا انسداد نواب صاحب مرحوم کے عہد حکومت میں ہوا جن بد معاشوں کو اپنے مخالفین سے بدلائینا مقصود ہوتا ہے وہ ایام محرم کے دن گنتے رہتے ہیں۔ اور قبل از قبل فساد برپا کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں ادن لوگوں کو غم حیلین یا ماتم حیلین سے کچھ سروکار نہیں ہوتا ایام محرم میں شراب کا قطرہ اونکے حلق میں پڑتے ہی شرارت اونکے ہر گ دپے میں پیدا ہو جاتی تھی لیکن جب اکبر جنگ کے انتظام پولیس پر اونکی نظر پڑ جاتی تو ادن سب کا نشہ ایک دم اوتر جاتا تھا۔ نواب اکبر جنگ انتظام پولیس میں رات دن حصہ لیا کرتے تھے۔ چار منٹا پر ٹپی پولیس کا جوق عہدہ داران متعلقہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت قدرت اور مدارالہمام مجاہدین الہام کو تولی کی تشریف آوری پر پانڈ کے ساتھ باضابطہ سلامی آواز داتا۔



سوانح عمری نواب اکبر جنگ بہادر مرحوم کو تو ااحسد آبادیوں

\_\_\_\_\_

صفحہ	سطر	عناط	صحیح	صفحہ	سطر	عناط	صحیح
۵۴	۱۱	خالی نہ ہونے سے	خالی نہ ہونے سے	<b>چودھواں باب</b>			
۵۵	۳	ادرجہ	ادرجہ	۶۹	۳	بل ہول	بال ہول
۵۶	۱۱	آپ جام	آپ کا جام	<b>پندرہواں باب</b>			
<b>دسواں باب</b>				۷۴	۴	استادات	استاد
۵۸	۱	سٹول ڈیل	سٹر ہاول	۱۳	۱۳	نہایت عملی	حکمت عملی -
۶۰	۱۲	تجزیہ کو حل کر دے	تجزیہ حل کر دی	<b>سولہواں باب</b>			
۱۲	۱۲	سٹر ڈسٹریکٹ	سٹر ڈسٹریکٹ	۷۶	۱	اصطلاحات	اصطلاحات
۶۲	۱۵	رزٹینسی	رزٹینٹ	<b>بیسواں باب</b>			
۱۱	۱۱	پوزیشن	پوزیشن	۸۲	۱۸	جسٹریٹری	رزٹینٹ
۱۲	۱۲	سٹر پیارک	سٹر پیارک	<b>بائیسواں باب</b>			
<b>بارہواں باب</b>				۸۷	۷	علم و عمل نامی	علم و عمل نامی
۶۳	۱۱	ہجری کو	ہجری	<b>تیرہواں باب</b>			
۶۴	۹	حاصلہ	حاصلہ	<b>اوتیسواں باب</b>			
<b>تیرہواں باب</b>				۹۳	۴	میراثات علی اکبر	میراثات علی اکبر
۶۶	۱۲	ہینس گاری	ہینس گاری	<b>اونتیسواں باب</b>			
۸۷	۸	اعلیٰ حضرت قدس	اعلیٰ حضرت قدس	۹۹	۳	اچا بھائی	اچا بھائی
۱۳	۱۳	پسندیدہ	پسندیدہ	۱۰۰	۸	کس ناچا	کس ناچا
۱۸	۱۸	سٹر لٹو	کرن لٹو	<b>اکتیسواں باب</b>			
۶۶	۱۲	ہینس گاری	ہینس گاری	۱۰۱	۱۰	عقب	عفت
۸۷	۸	اعلیٰ حضرت قدس	اعلیٰ حضرت قدس	۱۰۲	۱۰	اڑنا	اڑنا
۱۳	۱۳	پسندیدہ	پسندیدہ	۱۰۳	۱۰	بلا کرے	بلا کرے
۱۸	۱۸	سٹر لٹو	کرن لٹو	۱۰۴	۱۰	مہول	مہول



